پیشگوئی مصلح موعود کا

حقیقی مصداق

جلال الدین شمس

ناشر: مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ

مصلح موعود کی آمد!

اَلحمد للہ! وہ نگار آیا! مہرباں آیا! غمگسار آیا!
جس کی مشتاقِ دید تھیں آنکھیں دل تھے جس کے اُمیدوار آیا!
وہ پے گلشنِ خزاں دیدہ صورتِ ابرِ نو بہار آیا!
"چل رہی ہے نسیم رحمت کی" حبّذا! وقتِ خوشگوار آیا!
باغِ دیں سے خزاں نے کُوچ کیا گُل کِھلے موسمِ بہار آیا!
باعثِ انبساط و راحتِ جاں دل نواز و وفا شعار آیا!
کون! "محمود" مصلح موعود فضل و احساں سے ہمکنار آیا!
مجمعِ علم و عظمت و دولت صاحبِ عزّ و افتخار آیا!
وہ حلیم اور وہ ذہین و فہیم وہ مدبّر وہ بُردبار آیا
ہے زبانوں پہ آج صَلِّ عَلٰی کہ محمّد کا جاں نثار آیا!
برکتیں جس سے پائیں گی قومیں رحمتیں لے کے بے شمار آیا!
حسن و احساں میں وہ نظیرِ مسیح وہ علاجِ قلوبِ زار آیا!
مژدہ! اے طالبانِ حق مژدہ! کہ مسیحائے روزگار آیا!
فتح نے بڑھ کے چوم لی ہے رکاب لشکرِ دیں کا شہ سوار آیا!

شمس دُنیا میں نور پھیل گیا
لمعۂ حسنِ کردگار آیا!

3371

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النّاصر

پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق ؀[1]

(تقریر مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق مبشر انگلستان)

اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سَو برس پہلے آنے والے مسیح کے متعلق یہ اعلان فرمایا۔ کہ :۔

"یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ"

یعنی مسیح موعود شادی کریگا اور اس کے لئے یعنی اس کے مقصد کو

؀[1] مکرم شمس صاحب نے جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی تقریب پر ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء کے پہلے اجلاس میں یہ تقریر فرمائی تھی۔ وقت کی کمی کے باعث اپنی تقریر کے دوران آپ نے اپنے مضمون کے جو حصے چھوڑ دیئے تھے وہ بھی افادۂ قارئین کی خاطر اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ (ناشر)

پورا کرنے کے لئے اُسے ایک بیٹا دیا جائیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں :۔

" قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ فَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُہٗ اَبَاہُ وَلَا یَأْبَاہُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکْرَمِیْنَ "

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۷۸)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ مسیح موعود شادی کریگا اور اس کے اولاد ہوگی تو اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے خاص طور پر ایک صالح فرزند عطا کریگا۔ جو اپنے باپ کی نظیر ہوگا اور ہر ایک امر میں اس کا مطیع و فرمانبردار۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا "

اسی طرح حضور ؑ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص۳۱۲ میں فرماتے ہیں :۔

" اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو

پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے "

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ سو سال بعد حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مہدی کا ذکر کرتے ہوئے بالہام الٰہی یہ پیشگوئی فرمائی ؎

دورِ او چوں شود تمام بکام ÷ پسرش یادگار مے بینم

حضرت مہدی معہود و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شعر سے متعلق تحریر فرماتے ہیں :۔

" جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائیگا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائیگا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دیگا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اس کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور وہ اس کے بعد اس کی یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے "

(نشان آسمانی ص۱۳)

پس آنے والے مسیح کا وہ پسر موعود جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ اور اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اولیاء اللہ نے بھی پیشگوئی فرمائی۔ کہ وہ اپنے باپ کے رنگ میں رنگین اور اس کا جانشین ہوگا۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی وعدہ فرمایا کہ آپ کو ایک فرزند صالح و پارسا عطا کیا جائیگا جو مصلح موعود اور حسن و احسان میں آپ کا نظیر ہوگا۔ وہ پسر موعود و مصلح موعود کون ہے جو اِن تمام پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ یہ ہے میری تقریر کا عنوان اور موضوع جس کے متعلق میں مقررہ وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

قادیان کے ہندوؤں کی نشان نمائی کیلئے درخواست

مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مفصل پیشگوئی کا ذکر کرنے سے پہلے یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ستمبر ۱۸۸۵ء میں منشی تارا چند صاحب کھتری و پچھمی رام صاحب و لالہ بشنداس صاحب و پنڈت پچھمن رام اور پنڈت نہال چند اور پنڈت بیجناتھ چودھری بازار قادیان وغیرہ دس ہندو ساہوکاروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک چٹھی ارسال کر کے یہ درخواست کی کہ آپ نے لنڈن اور امریکہ کے

لوگوں کو بذریعہ رجسٹری شدہ خطوط یہ دعوت دی ہے۔ کہ اگر کوئی طالبِ صادق ایک برس تک میرے پاس قادیان آکر ٹھہرے تو خدا تعالیٰ اسکو ایسا نشان دوبارہ اثباتِ حقیقتِ اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقتِ انسانی سے بالاتر ہو۔

"سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں لنڈن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حقدار ہیں"

"ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں۔ جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپکی راستبازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیتِ دعا سے قبل از وقت اطلاع بخشتا ہے۔ یا آپ کو اپنے بعض اسرارِ خاصہ پر مطلع کرتا ہے۔ اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی اِس چٹھی کو مخلصانہ درخواست

قرار دیتے ہوئے جواباً تحریر فرمایا:۔

"اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادرِ مطلق جلشانہٗ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔"

ہندوؤں کی چٹھی میں نشان کی مدت سے متعلق یہ لکھا گیا تھا کہ:۔

"سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر ۱۸۸۵ء سے شمار کیا جاویگا جس کا اختتام ستمبر ۱۸۸۶ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔"

یہ خطوط لالہ شرمپت رائے (ممبر آریہ سماج قادیان) نے تین گواہوں یعنی مولوی عبد اللہ صاحب سنوری اور شہاب الدین تھہ غلام نبی والا اور میر عباس علی صاحب لودھیانوی کی گواہی کے ساتھ "ریاض ہند پریس" امرتسر میں بصورت اشتہار شائع کر دیئے۔ (دیکھو تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۴۹-۵۴)

اس کے بعد آپ نے ہوشیارپور جا کر اور چالیس دن تک اہلِ دُنیا سے بکلّی منقطع رہ کر اپنے قادر خدا سے نہایت عاجزی اور تضرّع و زاری سے دُعائیں کیں اور اس کی تائید و نصرت کا ایسا نشان

طلب کیا۔ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔[۱]

اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار لکھا جو ضمیمہ ریاض ہند مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے فرمایا:۔

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلشانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا۔

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات

---

[۱] حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری مرحومؓ کی روایت مندرجہ سیرۃ المہدی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے سوجانپور جا کر چلہ کشی کا ارادہ ۱۸۸۴ء میں کیا تھا اور یہ الہام کہ "تیری عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی" بھی اسی وقت ہوا تھا۔ اسلئے یہ ضروری نہیں کہ ہوشیارپور کا سفر آپؑ نے ہندوؤں کے طلب کردہ نشان کی وجہ سے کیا ہو لیکن وہ چلہ کشی کی تحریک کا ایک مزید باعث قرار دیا جا سکتا ہے۔ شمس

کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ
قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور
اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو
قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا
جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا
ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے
مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے
خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو
قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ باہر آویں۔ تا دین اسلام
کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور
تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی
تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں
کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ
یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو
خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور
اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلعم کو
انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی

نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔
تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا
تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ
لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل
ہوگا۔
خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اسکا
نام عنموئیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی
گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ
ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔
اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ
آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت
ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور
روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا
وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے
اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا
اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر
کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

(اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ[۱]

---

[۱] مصلح موعود کی پیدائش سے ایک غرض پیشگوئی میں یہ بتائی گئی تھی کہ اسکے ذریعہ سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ جسکے یہ معنے تھے کہ آپکو علم قرآن دیا جائیگا چنانچہ جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید ختم کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپکے ختم قرآن کی تقریب کو اس قدر اہمیت دی کہ محمود کی آمین تصنیف کی اور جماعت کے سارے احباب کو بلایا۔ محمود کی آمین میں اللہ تعالےٰ کے احسان کا شکریہ ادا کیا! اور محمود کیلئے دعائیں کیں! اور احباب کے بلانے کا ذکر فرمایا اور اس دن کو جیسا کہ الہام میں ہے "مبارک" قرار دیا چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا ٭ دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا ٭ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا ٭ دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا ٭ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے ٭ تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس سے پائے ٭ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اس مبارک تقریب کا دن دو شنبہ کا دن تھا اور تاریخ ۷ جون ۱۸۹۷ء۔ آمین کے الفاظ "یہ روز کر مبارک" جو ہر بند کے آخر میں دہرائے گئے ہیں اور "یہ دن چڑھا مبارک"

فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق الہامات

اللہ تعالیٰ نے اس خاص نصرت و موعود لڑکے سے متعلق بشارت دیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریّت اور آپ کی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی و نامرادی سے متعلق فرمایا۔

"تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریّت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائیگی اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائیگی۔

اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا اُن پر بلا پر بلا نازل کریگا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کریگا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا۔ اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کریگا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔

تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھیگا۔ اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی و نامرادی میں

مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دونگا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا روزِ قیامت غالب رہیں گے۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا اُنہیں نہیں بھولے گا۔ اور فراموش نہیں کرے گا۔۔۔۔۔۔اور وہ وقت آتا ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۴-۱۴۶ بحوالہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے امّتِ محمدیہ نے مسیح موعودؑ کے جس فرزند صالح کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اسی فرزند دلبند گرامی ارجمند کے خصائل و صفات کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا الہامات میں کیا گیا ہے۔ اور قادیان کے دس ساہوکار ہندوؤں نے قبولیت دعا و اسرار مخفیہ پر اطلاع اور نصرت و تائید الٰہی کا ایسا نشان جو انسانی طاقتوں سے

بالا تر ہو آپ سے طلب کیا تھا۔ اسی کے مطابق یہ نشان آپ کو دیا گیا جو نہ صرف نشان طلب کرنے والے ہندو باشندگان قادیان کے لئے بلکہ امریکہ و انگلستان اور سارے جہان کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اس میں قبولیت دُعا اور اسرارِ غیبیہ پر اطلاع پانے کا محیر العقول سامان موجود ہے۔ فرزند موعود کا پیدا ہونا اور اس کا اعلیٰ صفات سے متصف ہونا اور اس کے ذریعہ سے حق کا عُروج و غلبہ پانا اور دینِ اسلام اور قرآن مجید کلام اللہ کا شرف ظاہر ہونا۔ اور پسر موعود کا جانشین مسیح موعود ہونا اور زمین کے کناروں تک شہرت پانا اور قوموں کا اس سے برکت حاصل کرنا اور اس کا لمبی عمر پانا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریّت کا کبھی منقطع نہ ہونا اور آپ کی نسل کا کثیر ہو جانا اور آپ کی اولاد میں سے بعض کا کم عمری میں بھی فوت ہو جانا اور آپ کے جدّی بھائیوں کی نسل کا منقطع ہو جانا اور ان کا لاولد رہ کر مر جانا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کے خالص اور دلی محبوں کے گروہ کو بڑھانا اور آپ کی دعوت کو زمین کے کناروں تک پہنچانا اور آپ کے حاسدوں اور دشمنوں کا جو آپ کو نابود کرنے کے خیال میں ہیں۔ خود ناکام و نامراد رہنا

اور ناکامی و نامرادی میں مرنا لیکن اللہ تعالیٰ کا آپ کو پوری طرح کامیاب فرمانا وغیرہ بہت سے ایسے امور از قبیل اسرارِ غیبیہ اس نشان میں بطور پیشگوئی آپ پر ظاہر فرمائے۔ جن کا پورا کرنا قطعی و یقینی طور پر انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور پھر اس میں آپ کی مدد اور حمایت کا ایسے طور پر وعدہ فرمایا گیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں سے کرتا آیا ہے

اِس نشان کی اہمیت

یہ وہ نشان تھا جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا۔ اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مندرجہ الہامات میں اس نشان کی اہمیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا۔ تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچّے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں

اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔"
اور اسی نشان سے متعلق حضور نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار
میں تحریر فرمایا :-

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی
ہے۔ جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و
رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر
کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان
ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ
و اکمل و افضل و اتم ہے۔"

آریہ سماج کا ردِّ عمل

اس نشان کی اشاعت کے بعد آریوں میں سے پنڈت لیکھرام
نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے جواب میں ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء
کو لکھا۔

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت
درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔"

اور لکھا کہ :-

"ہمارا الہام کہتا ہے کہ لڑکا کیا (یعنی لڑکا پیدا ہونا کیسا
ناقل) تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا
اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔"
(کلیات آریہ مسافر)

اگر پنڈت لیکھرام کی اس تحریر کے بعد تین سال تک وہ پسر موعود
پیدا نہ ہوتا تو اُس کا اعتراض ایک حد تک درست سمجھا جاتا۔ یہی
وجہ ہے کہ جب آپ کا بیٹا بشیر اول جو ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو
پیدا ہوا تھا۔ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا تو پنڈت لیکھرام
نے اس پر خوشی ظاہر کی اور اس کی وفات کو اپنی پیشگوئی کی
صداقت کا نشان ٹھہرایا۔ کیا اس حالت میں یہ ضروری نہ تھا۔
کہ وہ موعود لڑکا تین سال کے اندر اندر پیدا ہو کر اس دشمنِ
اسلام کی پیشگوئی کو غلط ثابت کرتا۔ ظاہر ہے کہ نہایت ضروری
تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا
وہ پسر موعود و مصلح موعود ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو جبکہ
نعوذ باللہ آپ کی تباہی کے لئے پنڈت لیکھرام کی مقرر کردہ
مدت تین سال پورے ہونے میں ابھی دو مہینے باقی تھے۔
پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ۔

پیشگوئیوں سے متعلق ایک ضروری اصل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئیوں سے متعلق ایک نہایت واضح صریح اور دلنشین یہ ہدایت فرمائی ہے جو اصل کے طور پر ہے:۔

"کہ جب پیشگوئی ظہور میں آجائے اور اپنے ظہور سے اپنے معنے آپ کھول دے اور ان معنوں کو پیشگوئی کے الفاظ کے آگے رکھ کر بدیہی طور پر معلوم ہو کہ وہی سچے ہیں۔ توپھر ان میں نکتہ چینی کرنا ایمانداری نہیں ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳)

اب ہم حضور کی اس ہدایت کو جسے نظر انداز کرنا حضور نے ایمانداری کے خلاف قرار دیا ہے پوری طرح پیش نظر رکھ کر مصلح موعود کی پیشگوئی کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

پہلی دلیل

مصلح موعود آپ کا صلبی بیٹا ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت مندرجہ بالا سے ہمارے لئے

یہ دیکھنا اور غور کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ پیشگوئی کے اصل الفاظ سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ آیا یہ کہ مصلح موعود و پسرِ موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہوگا یا یہ کہ وہ مدتہا مدت کے بعد آئندہ کسی زمانے میں آپ کی نسل میں سے ہوگا۔ اور وہ جسمانی اور روحانی دونو لحاظ سے آپ کا بیٹا ہوگا۔ یا جسمانی بیٹا نہیں صرف روحانی بیٹا ہوگا۔ جب ہم اس غرض سے پیشگوئی کے اصل الفاظ پر غور کرنا چاہیں تو اِس سلسلہ میں ہم کو سب سے اوّل

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ملتی ہے جس میں حضور علیہ السلام نے مسیح موعود کے لئے " یتزوّج ویُولد لہ" کے الفاظ میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ اِن الفاظ کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کیلئے بیٹا ہوگا۔ مسیح موعود کے شادی کرنے کے ذکر کے ساتھ ہی بیٹا ہونے کا ذکر کرنا نہایت صاف اور صریح اور واضح طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بیٹا بھی شادی کا نتیجہ اور مسیح موعود کا صلبی فرزند ہوگا۔ نہ کہ ایک زمانہ دراز کے بعد آپ کی نسل میں پیدا ہونے والا۔

کیا یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ شادی تو کرے مسیح موعود اور اس شادی کے ذکر کے ساتھ ہی حدیث میں جس بیٹے کے پیدا

ہونے کا ذکر ہے وہ پیدا ہو۔ اس شادی پر سینکڑوں سال گزر جانے کے بعد۔ کیا حدیث میں جس شادی کے ذکر کے ساتھ ہی بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی گئی ہے اس شادی سے سینکڑوں سال بعد پیدا ہونے والا کسی طرح بھی اس شادی کا نتیجہ سمجھا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس حدیث کی تشریح سے بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو جو صالح فرزند عطا فرمائے گا اور جو اپنے باپ کا نظیر ہوگا وہ مسیح موعود کا صلبی فرزند ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کے شادی کرنے کا ذکر جو حدیث میں آیا ہے اُسی سے اس فرزند کا پیدا ہونا ظاہر فرمایا ہے۔ اور اس شادی سے پیدا ہونے والا اُسی زمانے میں پیدا ہو سکتا ہے نہ کہ شادی سے سینکڑوں سال بعد۔ اور وہ مسیح موعود کا صلبی فرزند ہوگا نہ کہ آپ کی دُور کی نسل میں سے کسی اَور کا فرزند۔

(۲) اسی طرح حضرت نعمت اللہ ولی ؒ نے بھی مہدی و مسیح موعود کے لئے ایک یادگار پسر کی پیشگوئی اِن الفاظ میں کی ہے ؎

دَورِ او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب مسیح موعود کا دَور اپنے کام کو انجام دیتے ہوئے ختم ہو جائیگا تو اس کا بیٹا اس کام کو سرانجام دینے میں اس کی یادگار ہوگا۔

اس پیشگوئی سے بھی نہایت صفائی سے ظاہر ہے کہ وہ بیٹا مسیح موعود کا صلبی بیٹا ہوگا۔ اور آپ کے سامنے اس قابلیت و اہلیت تک پہنچ چکا ہوگا کہ اپنے باپ مسیح موعود کی وفات کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھ کر آپ کی یادگار بن سکے۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ان الفاظ سے بھی کہ:۔

"تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔"

یہی ظاہر ہے کہ وہ لڑکا آپ کا صلبی بیٹا ہوگا۔

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا ..... وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور

مظہر الحق والعلاء ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل
ہوا۔" (تحفہ گولڑویہ ص۱۷۰)

یہی الفاظ مصلح موعود والی پیشگوئی میں بھی ہیں جن سے ظاہر ہے
کہ مصلح موعود آپ کا صلبی بیٹا ہوگا۔

(۵) نشان طلب کرنے والے ہندوؤں کے لئے وہ لڑکا
اُسی حالت میں نشان ہو سکتا تھا جبکہ وہ ان کی زندگی میں پیدا ہوتا
ورنہ وہ ان کے لئے نشان نہیں بن سکتا تھا۔

(۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری
۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے
پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس عبارت تک کہ مبارک
وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی
ہے۔ کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوگا
اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔"
(سبز اشتہار حاشیہ ص۱۵-۱۷)

اور دوسرا بشیر مصلح موعود کا دوسرا نام ہے (سبز اشتہار حاشیہ ص۲۱)
اس سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہی انکشاف

فرمایا کہ مصلح موعود آپ کا بیٹا ہوگا۔

(۷) مصلح موعود سے متعلق "فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق
والعلاء" الہامی الفاظ ہیں جن میں مصلح موعود کو آپ کا فرزند یعنی
بیٹا قرار دیا گیا ہے

(۸) حضور علیہ السلام اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں فرماتے ہیں:۔
"اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جس
میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح ہے۔
(حضور نے حدیث یتزوج ویولد لہٗ کی تشریح میں
اس بیٹے کے لئے ولد صالح کے الفاظ استعمال فرمائے
ہیں۔ ناقل) جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا ابھی
تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا
بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ
ہے پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب
وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا۔
خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا
ہو جائے گا۔"

اور جیسا کہ بحوالہ سبز اشتہار اوپر لکھا جا چکا ہے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

میں دو لڑکوں بشیر اوّل اور بشیر ثانی کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ہے۔ جس میں سے آپ نے بشیر ثانی کو مصلح موعود قرار دیا اور اس طرح بھی ثابت ہے کہ مصلح موعود آپ کا صلبی بیٹا ہے۔

(۹) ۸ راپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مصلح موعود کا لقب پسر موعود ہے۔ پسر کے معنے بیٹے کے ہیں۔

(۱۰) حضور آئینہ کمالاتِ اسلام میں فرماتے ہیں :۔

"پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائے گا" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۰۵)

ان حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں جس خاص لڑکے کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے وہ آپ کا صلبی بیٹا ہو گا۔

نوسالہ میعاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار ۲۲ رمارچ ۱۸۸۶ء میں جیسا کہ اُوپر ۶ کے ذیل میں ذکر کیا جا چکا ہے تصریح فرمائی ہے کہ اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں پسر موعود جو مصلح موعود ہے نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔

اس اعلان پر منشی اندرمن مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی تھی کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ اس نکتہ چینی کا جواب حضرت اقدس نے یہ دیا کہ :۔

"جن صفاتِ خاصّہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اسکی عظمت و شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔" (اشتہار ۲۰ راپریل ۱۸۸۶ء)

پھر حضور نے ۹ برس کی میعاد کا ذکر اشتہار "محک اخیار و اشرار" میں بار بار فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام کے ان ارشادات سے بخوبی ظاہر ہے کہ پسر موعود مندرجہ اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء جو مصلح موعود ہو گا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے اندر اندر یعنی فروری ۱۸۸۶ء سے لیکر فروری ۱۸۹۵ء تک ضرور پیدا ہو جائے گا۔

پسر موعود کے اسماء

اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء اور ۸ راپریل ۱۸۸۶ء کے بعد ۷ راگست ۱۸۸۷ء کو آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جو بشیر اوّل کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ نے اس سے متعلق کسی اشتہار میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ مصلح موعود اور لمبی عمر پانے والا لڑکا ہے۔ اور وہ

۴ر نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا۔ جس پر مخالفین اسلام نے نکتہ چینی کی کہ یہ
وہی بچہ تھا جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء
اور ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت
اور دولت ہوگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کی نکتہ چینیوں کا نا قابل رد جواب
اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں دیا۔ جو بعد میں سبز اشتہار کے نام سے
موسوم ہوا۔

آپ نے اس سبز اشتہار کے صفحہ ۲۱ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے
اشتہار کا حوالہ دے کر تحریر فرمایا۔

"بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں
پسر متوفی کے حق میں ہیں۔ اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی
ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ "اس کیساتھ
فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" پس مصلح موعود
کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام
اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک
الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔"

اس اشتہار میں آپ نے جو الہامی عبارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

کے اشتہار سے نقل کی ہے اس کا مصداق مصلح موعود کو قرار دیا ہے
اور کھلے الفاظ میں بتا دیا ہے کہ یہ عبارت مصلح موعود کے حق میں ہے
اور یہ بھی فرما دیا ہے کہ فضل اور محمود اور بشیر ثانی اور فضل عمر اسی
مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔

اور حضور نے سبز اشتہار سے قبل اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے
تتمہ میں تحریر فرمایا کہ :۔

" ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا
جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم
نکلے گا۔"

اور اسی اشتہار کا حوالہ دے کر سبز اشتہار کے صفحہ ۷ میں تحریر
فرمایا کہ :۔

" اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ
دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ
اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر
خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور
پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں
کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

اور حضور نے سبز اشتہار کے صفحہ ۱۶ میں تحریر فرمایا کہ

"دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اسکی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دُوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اوّل کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اسکے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دُوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ مایشاء۔

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ دُوسرا بشیر جس کا دُوسرا نام محمود یا محمود احمد بھی ہے وہی بشیر موعود اور وہی مصلح موعود ہے اور اسی کے الہامی نام فضل اور فضل عمر ہیں۔

مصلح موعود بشیر ثانی کے زمانۂ ولادت کی تعیین

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ مصلح موعود مطابق وعدہ الٰہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے نو برس کی میعاد کے اندر پیدا ہوگا۔ اور اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش جلد ہونیوالی ہے۔ اور سبز اشتہار صفحہ ۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بشیر اوّل کے

بعد بلا توقف پیدا ہوگا چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا"

اس امر کو ملحوظ رکھ کر کہ مصلح موعود کا نام فضل بھی ہے اس الہام کی تشریح یہ ہوگی کہ بشیر اوّل کے ساتھ فضل یعنی مصلح موعود ہے جو اس کے یعنی بشیر اوّل کے آنے کے ساتھ آئے گا! اور ساتھ آنیکا یہ مطلب ہے کہ وہ مصلح موعود یا بشیر ثانی بشیر اوّل کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا۔ یعنی بشیر اوّل اور مصلح موعود کے درمیان یا یوں کہئے کہ بشیر اوّل اور بشیر ثانی کے درمیان کوئی بیٹا پیدا نہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت اقدسؑ اس کے آگے فرماتے ہیں:-

"نیز دوسرا نام اس (مصلح موعود۔ ناقل) کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔ کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے

اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔ اور بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔"

ارہاص سے مراد یہ ہے کہ بشیر اوّل بشیر ثانی کے آنے کی ایک علامت اور بشارت تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۴؍دسمبر ۱۸۸۸ء کو یعنی سبز اشتہار تحریر فرمانے کے تین روز بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا:۔

"اور یوں ہوا کہ اس لڑکے (یعنی بشیر اوّل۔ ناقل) کی پیدائش کے بعد اسکی طہارت باطنی اور صفائی استعداد کی تعریفیں الہام میں بیان کی گئیں اور پاک اور نور اللہ اور ید اللہ اور مقدس اور بشیر اور خدا با ماست اس کا نام رکھا گیا۔ سو ان الہامات نے یہ خیال پیدا کر دیا کہ غالباً یہ وہی مصلح موعود ہو گا۔ پیچھے سے کھل گیا کہ مصلح موعود نہ تھا مگر مصلح موعود کا بشیر تھا۔"

اسی طرح سبز اشتہار صفحہ ۱۵-۱۷ میں بشیر اوّل کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"بذریعہ الہام بتلایا گیا اور صاف ظاہر کیا گیا کہ ظلمت

اور روشنی دونو اس لڑکے (بشیر اوّل۔ ناقل) کے قدموں کے نیچے ہیں۔ یعنی اسکے قدم اٹھانے کے بعد جو موت سے مراد ہے اس کا آنا ضرور ہے۔ سو اے وے لوگو جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا۔ حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔"

اور حضورؑ نے ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بشیر اوّل کی پیدائش سے متعلق بشارت کا ذکر کر کے فرمایا کہ:۔

"اسکے بعد یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔"

پس جب بشیر اوّل مصلح موعود نہ ہوا تو دوسرا لازمی طور پر مصلح موعود ہونا تھا۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ بشیر ثانی جو از روئے الہام الٰہی مصلح موعود ہے وہ بشیر اوّل کے بعد بلا توقف پیدا ہونے والا تھا۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعد انکشافِ تام سراج منیر میں فرماتے ہیں:۔

"سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔" (سراج منیر صفحہ ۳۱ حاشیہ)

پیدائش مصلح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے سبز اشتہار میں

بصراحت فرمایا تھا کہ الہام الٰہی میں مصلح موعود کے نام محمود۔ بشیر ثانی۔ فضل اور فضل عمر لکھے گئے ہیں (دیکھو سبز اشتہار صلا ۲۱ حاشیہ مطبوعہ دسمبر ۱۸۸۸ء و ص۲۲ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۵۳ء) نیز فرمایا کہ اسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے انزالِ رحمت کی دوسری قسم جو نبییّن و ائمہ و خلفاء اور اولیاء کی صورت میں ہوتی ہے تکمیل کو پہنچے گی۔ اس اشتہار کی طباعت پر ابھی ڈیڑھ مہینہ بھی نہیں گذرا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو آپؑ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگیا۔ آپؑ نے اس کی پیدائش کا ذکر اشتہار "تکمیلِ تبلیغ" میں جو اسی رات میں تحریر کیا گیا تھا ان الفاظ میں فرمایا:-

"خدائے عزّوجلّ نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے یہ وعدہ دیا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اِس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ اولو العزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے[۱] سو آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ

[۱] سبز اشتہار کے ص۱ حاشیہ میں یہ ذکر کر کے آگے لکھا ہے "اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید

بروز شنبہ اِس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر مدّت مقررہ سے (جو بموجب وعدۂ الٰہی نو سال تھی) ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزّوجلّ اس دن کو ختم نہیں کریگا جب تک اپنے پاک وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲: لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا۔ اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے"۔ اس سے ظاہر ہے کہ دوسرا بشیر مصلح موعود ہے۔ شمس

مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر
یہ شعر جاری ہوا تھا ؎

اے فخرِ رسل قربِ تو معلومم شد
دیر آمدہٗ زراہِ دُور آمدہٗ

پس اگر حضرت باری جلشانہٗ کے ارادہ میں دیر سے مراد
اس قدر دیر ہے کہ جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام
بطور تفاؤل بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی۔ تو
تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالےٰ
دوسرے وقت پر آئے گا۔"

اس اشتہار سے بھی مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں :۔

۱۔ پسر موعود۔ مصلح موعود۔ بشیر ثانی ایک ہی مولود کے نام ہیں۔
۲۔ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو جو لڑکا پیدا ہوا اس کے یہ نام بطور تفاؤل
رکھنے سے مراد یہی ہے کہ بظاہر حالات تو یہی معلوم ہوتا ہے
کہ یہی مولود پسرِ موعود و مصلح موعود ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علم
میں بھی یہی بات ہے تو بشیر ثانی اور محمود جو اس کے نام بطور
تفاؤل رکھے گئے ہیں اس کے واقعی نام قرار پائیں گے۔
۳۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں مصلح موعود اس کے سوا کوئی اور

لڑکا ہے تو وہ ۹ سال کی مدتِ معیّنہ کے اندر جس کے ختم ہونے
میں ابھی چھ سال باقی ہیں ضرور پیدا ہو جائیگا اور پھر اس کا نام
محمود اور بشیر ثانی رکھا جائے گا۔ کیونکہ یہ درحقیقت مصلح موعود
کے نام ہیں جو واقعی طور پر کسی اور کو نہیں دیئے جا سکتے۔

کامل انکشاف

اس امر کی کہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والا لڑکا ہی
لح موعود ہے ایک دلیل تو یہ ہے کہ اس کے بعد حضرت مسیح موعود
السلام نے کبھی یہ ظاہر نہیں فرمایا کہ ہم نے جس لڑکے کا نام تفاؤل
طور پر محمود اور بشیر ثانی رکھا تھا وہ لڑکا ان ناموں کا مصداق
یں۔ ان کا مصداق کوئی اور لڑکا ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والا اشتہار
میں سب سے پہلے پسرِ موعود کی پیشگوئی تحریر فرمائی ہے اس کے
وان میں لکھا ہے کہ "رسالہ سراج منیر مشتمل بر نشانہائے ربِّ قدیر"
راس عنوان کے نیچے اس رسالہ کے موضوع اور اس کے چھاپنے
متعلق ذکر فرمایا ہے۔ پھر مصلح موعود والی پیشگوئی اور بعض اور
شگوئیاں تحریر فرمائی ہیں۔ پھر اس اشتہار سے تقریباً تین سال بعد

حضورؑ نے سبز اشتہار میں بشیر اول کی وفات پر مخالفین کی نکتہ چینی کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ :-

"یقینی طور پر کسی الہام کی بناء پر اس رائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ ضرور یہ لڑکا (بشیر اول - ناقل) پختہ عمر تک پہنچے گا اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کیا گیا تھا۔ تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جاوے تب اس کا مفصل و مبسوط حال لکھا جاوے۔"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدسؑ نے سراج منیر کا چھپوانا اس غرض سے روک رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پسر موعود کی اصل حقیقت کہ وہ کون ہے ظاہر ہو جائے تو سراج منیر چھاپی جائے۔ اور آپؑ نے وہ اُس وقت تک نہیں چھپوائی جب تک کہ نو سال کی وہ میعاد جو بالہام الٰہی مصلح موعود کی پیدائش کے لئے مقرر تھی ختم نہیں ہو گئی اور آپؑ پر یہ انکشاف نہیں ہو گیا کہ مصلح موعود کون ہے۔ اگرچہ سراج منیر کی اشاعت ہی سے جو ۱۸۹۷ء میں فرمائی گئی یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ جس امر کے ظاہر ہونے پر اس کی اشاعت منحصر کی گئی تھی وہ ظاہر ہو گیا ہے یعنی حضرت اقدسؑ پر اس امر کا

کشاف ہو گیا ہے کہ مصلح موعود کون ہے لیکن اسی پر بس نہیں۔ بلکہ حضور نے سراج منیر میں سبز اشتہار والی پیشگوئی کا جو یقینی قطعی طور پر مصلح موعود کے لئے تھی پورا ہو جانا تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔ جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔"

حاشیہ میں فرماتے ہیں :-

"ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔" (سراج منیر صفحہ ۳۱)

ت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر پورے انکشاف کے بعد کی ہے رجنوری ۱۸۸۹ء والے اشتہار میں تو "ایک لڑکا" لکھا تھا لیکن ج منیر میں "وہ لڑکا" لکھا یعنی جو موعود لڑکا ہے اور جس کا ذکر

سبز اشتہار میں کیا گیا تھا۔ وہ میعاد یعنی ۹ سال کے اندر پیدا
اور سبز اشتہار میں بشیر اوّل کے بعد مصلح موعود کے سوا جس کے ا
نام بشیر ثانی اور محمود وغیرہ بھی ہیں اور کسی لڑکے کی کوئی خبر نہ
اور نَو سال کے اندر پیدا ہونے کی میعاد بھی مصلح موعود ہی کیلئے
تھی۔ اب اس سے زیادہ اس امر کی صراحت اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس
کا نام محمود اور بشیر الدین پہلے بطور تفاؤل رکھا گیا تھا درحقیقت
مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہے۔

سراج منیر کے بعد تریاق القلوب مطبوعہ ۱۸۹۹ء میں آپ
تحریر فرمایا۔

"سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونیوالے
لڑکے کا نام محمود رکھا جائیگا۔ ۔ ۔ ۔ جب اس پیشگوئی کی شہرت
بذریعہ اشتہار کامل درجہ تک پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں
اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے
بے خبر ہو۔ تب خدا کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء
مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا
اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے
جس کے عنوان پر "تکمیل تبلیغ" موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جسمیں

بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔ اور اس کے صفحہ ۴ میں
یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے:۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ ز رہ دور آمدۂ

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ پسر موعود اور مصلح موعود ایک ہی ہیں
کیونکہ اشتہار تکمیل تبلیغ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسر موعود
کی بجائے مصلح موعود لکھا ہے۔ تریاق القلوب کے اس حوالہ سے
صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ منکشف ہو چکا
تھا کہ "محمود" ہی مصلح موعود ہے۔

پھر اس کے بعد ۱۹۰۶ء میں آپ نے حقیقۃ الوحی میں لکھا۔
"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے
لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔
دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ
اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا
مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے
اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر

اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت سبز اشتہار کے حٹ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۳۶۰)

اب دیکھو یہاں یہ نہیں لکھا کہ اس کا نام "محمود" بطور تفاؤل رکھا گیا۔ بلکہ اسے قطعی طور پر سبز اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود کے نام ہیں اور یہ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔" کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔

(دیکھو سبز اشتہار ص۱ حاشیہ طبع اوّل اور ص۲۶ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء)

پہلی دلیل کا خلاصہ

پس پہلی دلیل اس امر کی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں یہ ہے کہ مصلح موعود کا آپ کے صلبی بیٹوں میں سے ہونا۔ اور

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے نو سال کی مدت کے اندر یعنی ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونا ضروری تھا۔ اور مصلح موعود کے دوسرے الہامی نام بشیر ثانی اور محمود اور فضل عمر وغیرہ تھے! ور سبز اشتہار میں جس بشیر ثانی اور محمود کے پیدا ہونے کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ وہی مصلح موعود ہونیوالا تھا۔ کیونکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرجہ پیشگوئی کے متعلق بذریعہ الہام یہ امر کھل گیا تھا۔ کہ وہ بشیر اوّل اور بشیر ثانی دو بیٹوں کی پیدائش پر مشتمل ہے اور بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے بیٹوں میں سے صرف حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ہی کے یہ دونوں نام رکھے اور کسی بیٹے کے نہیں رکھے۔ جس سے بتمام ترصفائی ظاہر ہو گیا۔ کہ آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام آپ کا نام بشیر ثانی اور محمود رکھنے میں جو مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ یا اس الہام کہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ آپ کو مصداق قرار دینے میں غلطی پر ہوتے تو اللہ تعالیٰ حضور کی اس غلطی کو ضرور دُور فرما دیتا۔ کیونکہ حضور فرماتے ہیں :-

"میں بشیر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو و نسیان

اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ گو میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۲۱)

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا ناموں کو غلط قرار نہیں دیا۔ اس لئے ثابت ہوگیا کہ حضور نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والے مولود کا نام بطور تفاؤل کے جو محمود اور بشیر رکھا اور اُسے مصلح موعود خیال کیا اور حسن و احسان میں اپنا نظیر بتایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی مولود مسعود مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق تھا۔

منکرینِ خلافت کا اعتراف

یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اختلاف سے پہلے منکرین خلافت بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ مصلح موعود آپ کے بیٹوں میں سے ہوگا۔ چنانچہ مرزا خدا بخش صاحب غیر مبایع نے ۱۹۰۱ء میں اپنی کتاب عسل مصفیٰ میں لکھا:۔

"ایک دفعہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی تک مسیح موعودؑ کی کوئی اولاد نئی زوجہ سے جو ایک بڑے مشہور خاندان

سادات سے تھیں نہیں ہوئی تھی پیشگوئی کی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو مشرق سے مغرب تک دین اسلام پھیلائے گا اسکا نام بشیر اور عمانوایل ہوگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (دیکھو ضمیمہ ریاض ہند یکم مارچ ۱۸۸۶ء) یہ پیشگوئی بھی بکمال صفائی پوری ہوگئی۔ اس وقت تک چار بچے لڑکے موجود ہیں جن میں سے ایک وہ موعود بھی ہے جو اپنے وقت پر اپنے کمالات ظاہر کرے گا اور جو حضرت اقدسؑ کا جانشین ہوگا۔" (عسل مصفیٰ جلد ۲ صفحہ ۵۰۲ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

کتنی واضح تحریر ہے کہ وہ موعود لڑکا آپ کے موجودہ چاروں فرزندوں میں سے ایک ہے اور وہ آپ کا جانشین یعنی خلیفہ ہوگا۔ اور سابق امیر منکرین خلافت مولوی محمد علی صاحب مرحوم ۱۹۰۶ء میں سلسلہ کی کامیابی کے وعدہ کا ذکر کرکے تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ آپ کے ایک لڑکے کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلسلہ کی رہنمائی کیلئے مامور ہوگا یہ سلسلہ بڑا اقتدار اور قوت حاصل کریگا۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ صفحہ ۱۹۲)

مولوی محمد احسن صاحب مرحوم امروہوی نے جن کی شہادت کو سابق امیر منکرینِ خلافت نے ایک ماموراً من اللہ کی شہادت سے بھی زیادہ وقیع قرار دیا ہے ۱۹۱۰ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی تقریر و تفسیر آیاتِ قرآنی سُن کر فرمایا۔

"ایک یہ بھی الہام تھا کہ اِنّا نبشّرک بغلامٍ مظہر الحق والعلاء الخ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا جو مسیح موعود کے بارہ میں ہے کہ یتزوّج ویُولد لہٗ یعنی آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں منجملہ ذریّتِ طیّبہ کے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ر جنوری ۱۹۱۱ء)

اسی طرح انہوں نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"جبکہ صدہا یہ الہام زور شور سے پُورے ہوئے تو جو الہام ذریّتِ طیّبہ کے لئے ہیں کیا وہ پورے نہ ہونگے کلّا وحاشا ضرور پُورے ہوں گے۔

ایّہا الاحباب ان الہامات پر بھی کامل ایمان ہونا چاہئے ایسا نہ ہو کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض کی وعید میں

کوئی آجاوے نعوذ باللہ خصوصاً ایسی حالت میں کہ آثار ان الہامات کے پورے ہونے کے شروع ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے ہماری کُل جماعت کے وہ (یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ناقل) امام ہیں اور انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے جیسے کہ الہام میں تھی (الہام وہ جلد جلد بڑھے گا کی طرف اشارہ ہے۔ ناقل) اور میں نے تو ارہاص کے طور پر یہ سب ارشاد مشاہدہ کئے ہیں اسلئے میں مان چکا ہوں کہ یہی وہ فرزند ارجمند ہیں جن کا نام محمود احمد سبز اشتہار میں موجود ہے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر مذکور صـ۲)

یہ تھے منکرینِ خلافت کے خیالات اختلاف سے پہلے۔ وہ علامات سے پہچان چکے تھے کہ وہ پسر موعود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی ہیں۔ لیکن اختلاف کے بعد حسد نے ان سے یہ لکھوایا کہ وہ پسر موعود تو نہ معلوم کس صدی میں ظہور پذیر ہوگا۔ اور اس امر پر دلائل دینے شروع کر دیئے کہ ابھی تو اسکی ضرورت بھی نہیں۔ وہ نہ معلوم کب آئے گا۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب توم

نے ۱۹۱۴ء میں اپنے رسالہ "المصلح الموعود" صفحہ ۲۵ میں لکھا:۔

"کہ اس طرح وہ مصلح موعود تین صدیوں کو چار کرنیوالا بھی ہے۔"

اور یہی بات ڈاکٹر بشارت احمد مرحوم نے اپنی کتاب "مجدد اعظم" میں لکھی:۔

"کیا عجب ہے کہ تین کو چار کرنے کا اصل مقصد تیسری صدی کو چوتھی صدی کرنے والا شخص ہو۔ یعنی اب سے وہ تین صدی کے بعد چوتھی صدی کے شروع میں مجدد بن کر آوے۔"

(مجدد اعظم صفحہ ۱۵۹)

اور لکھا:۔

"اغلب ہے کہ بیٹے سے مراد رُوحانی بیٹا ہو۔" (مجدد اعظم صفحہ ۱۵۹)

اور جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ دعویٰ کیا کہ آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں تو سابق امیر منکرینِ خلافت مولوی محمد علی نے لکھا:۔

"صدی کے سر کا انتظار کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ کسی کو کھڑا کر دے ابھی بڑا وقت باقی ہے۔ چالیس سال باقی ہیں۔"

(پیغام صلح ۹ فروری ۱۹۴۴ء)

مگر مذکورہ بالا تصریحات کے بعد یہ اتنی بے جوڑ باتیں اور فضول ڈھکوسلے جس نظر سے دیکھے جانے کے لائق ہیں اہلِ نظر دیکھ لیں۔!

دوسری دلیل

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی تعیین

سیدنا حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے متعلق منکرینِ خلافت لکھتے ہیں کہ آپ ایک ایسی بزرگ ہستی تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صدیق کے مرتبہ پر قرار دیا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ مشکوٰۃِ نبوّت کے انوار سے منوّر ہے اور اپنی پاک طینتی اور شان مردی کے مناسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور لیتا ہے اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اس کے لبوں پر حکمت بہتی ہے اور آسمان کے نور اس کے پاس نازل ہوتے ہیں" (ایڈیٹوریل پیغام صلح ۸ اگست ۱۹۵۶ء)

اسی مقدس و بزرگ ہستی سے ۱۹۱۳ء میں حضرت پیر منظور محمد مرحوم و مغفور نے عرض کیا کہ مجھے حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ چل گیا ہے کہ پسرِ موعود میاں صاحب ہی ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے فرمایا:۔

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور

ان کا ادب کرتے ہیں"

پھر حضرت پیر صاحب کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح اول ؓ نے اپنے قلم سے لکھ دیا۔

"یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمدؐ سے کہے ہیں"

نور الدین ۱۰ ر ستمبر ۱۹۱۳ء

اور اس کا عکس سلسلہ کے لٹریچر میں چھپا ہوا موجود ہے پس اگر بنی اسرائیل کے علماء کی شہادت بطور دلیل قرآن مجید میں پیش کی گئی ہے تو اس شخص کی شہادت جس کے متعلق منکرین خلافت تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ صدیق کا مرتبہ رکھتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور لیتا تھا اس امر کی دلیل کیوں نہیں ہو سکتی کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہمارے امام سیدنا حضرت محمود سلمہ الودود ہی ہیں۔

تیسری دلیل

تین کو چار کرنے والا

اب میں ان علامات میں سے جو مصلح موعود والی پیشگوئی میں ذکر کی گئی ہیں ایسی علامات کو لیتا ہوں۔ جن کے متعلق خود منکرین خلافت بھی اقرار کر چکے ہیں کہ مصلح موعود کی حقیقی شناخت کا ذریعہ ہوگی۔

ان نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ مصلح موعود یا پسر موعود تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

اس علامت کے متعلق سابق امیر منکرین خلافت مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

"یاد رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں موعود کی ایک خاص صفت کا ذکر ہے جس سے اس کا تعین ہو جاتا ہے اور وہ صفت یہ ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ یہی ایک صفت ایسی ہے جو اس کا تعین کرتی ہے اور باقی صفات عام الفاظ میں اس کی آئندہ کامیابیوں کے متعلق ہیں لیکن تین کو چار کرنے کی صفت خاص ہے"

(المصلح الموعود ص ۱۴-۱۵ مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

ظاہر ہے کہ الہام میں تین کو چار کرنے کی نسبت مصلح موعود سے کی گئی ہے کہ تین اس کے ذریعہ سے چار بنیں گے۔ اور یہ خاص صفت بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے وجود باجود کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو حضرت نوحؑ سے مشابہت دی گئی ہے اور حضرت نوحؑ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے آدم قرار دیا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بی بی آپ پر ایمان نہ لائی تھی۔ اور اس بی بی سے جو انہوں نے حکم الٰہی کی بناء پر کی تھی۔ آپ کے تین بیٹے حام۔ سام۔ یافث پیدا ہوئے تھے۔ جو نیکوکار اور متقی ہوئے اور اُن سے آپ کی نسل چلی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو شادی بحکم الٰہی سادات میں کی اس سے آپ کے بھی تین بیٹے پیدا ہو کر جوان ہوئے جو اپنی پیدائش سے پہلے حضور کو خواب میں دکھائے گئے تھے۔

(تذکرہ ص ۱۱۹)

پس آپ کے بھی اس بی بی سے جس سے آپ نے بالہام الٰہی شادی کی تھی حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں کی طرح تین ہی بیٹے ہونے تھے۔ جو آپ کے اہل میں سے شمار ہونے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس الہام سے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا آپ کو یہ بشارت دی کہ آپ کا ایک چوتھا لڑکا بھی ہوگا جس سے آپ کی نسل چلے گی۔ لیکن وہ اس بیوی سے نہیں ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت شادی ہوئی ہوگی۔ بلکہ یہ چوتھا

لڑکا آپ کے رُوحانی اہل میں مصلح موعود کے ذریعہ داخل ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے کو جو انّہٗ لیس من اھلک کہا گیا تو وہ روحانی لحاظ سے تھا۔ کہ وہ تیرے اس اہل میں جو نجات پائے گا۔ بوجہ غیر صالح ہونے کے شامل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بیٹے حضرت مرزا سلطان احمدؐ مرحوم و مغفور نے آپ کے دعوے کو آپ کی زندگی میں قبول نہیں کیا تھا۔ اس لئے وہ بھی انّہٗ لیس من اھلک کے مطابق رُوحانی لحاظ سے آپ کے بیٹوں میں شمار نہیں ہو سکتے۔ تھے۔ مگر مصلح موعود والی پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ وہ بھی مصلح موعود کے ذریعہ آپ کے بیٹوں میں سے شمار کئے جائیں گے۔ چونکہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں لڑکوں کی پیدائش کا ذکر ہے اسلئے تین کو چار کرنا بھی لڑکوں سے متعلق ہے۔

ایک رؤیا

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عالم رؤیا میں دکھایا کہ:۔

"مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمدؐ کھڑا ہے

سب لباس سرتاپا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی ہے کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ جو سلطان احمدؐ کا لباس پہن کر کھڑا ہے۔ اسوقت میں نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۲۸)

سیاہ لباس پہنے ہوئے دیکھتے ہیں تو اس طرف خیال جاتا تھا کہ وہ اس کشتی میں سوار نہیں جو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تیار کی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ ظاہر فرمایا۔ کہ یہ تو ایک فرشتہ ہے جو سیاہ لباس پہن کر کھڑا ہے۔ جو اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ حضرت مرزا سلطان احمدؐ بھی آخرکار آپ کے سلسلہ میں داخل ہو جائیں گے۔ تب آپ نے حضرت اُمّ المومنین رضؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک وقت آئیگا جبکہ حضرت مرزا سلطان احمد مرحوم ومغفور بھی آپ کے تینوں بیٹوں کی طرح روحانی لحاظ سے بھی آپ کے چوتھے بیٹے ہو جائیں گے گویا تین جوان بیٹے جن سے آپ کی نسل چلنی تھی چار ہو جائیں گے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ وہ بیٹا جس نے اپنے باپ یعنی حضرت مسیح موعودؑ

علیہ السّلام کی بیعت نہ کی پھر وہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں بھی سلسلہ میں داخل نہ ہوا۔ وہی آخرکار اپنے چھوٹے بھائیؓ کے ہاتھ پر بیعت کے لئے تیار ہو گیا اور چھوٹے بھائیؓ نے اس سے بیعت لے کر تین جسمانی اور روحانی بیٹوں کو چار کر دیا۔ اور اس طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ذریعہ تین بیٹوں کے چار ہو جانے سے آپ کا مصلح موعود ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔

پھر یہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت سے منکرین خلافت پر اتمام حجت کرنے کے لئے ۱۹۱۶ء میں ان کی اخبار پیغام صلح میں یہی بات قبل از وقت شائع کروا دی اور اس کی تقریب یہ پیدا ہوئی کہ حضرت مرزا سلطان احمد مرحوم رضؓ کے ۱۵-۱۹۱۶ء میں اخبار پیغام صلح میں بعض مضامین شائع ہوئے ان کو پڑھ کر شیخ محمد جان وزیر آبادی نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو ایک خط لکھا۔ جو اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۳ فروری ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا۔ وھو ھذا:-

"پیغام صلح مجریہ ۲۵ ۱/۱۶ میں جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد ایڈیشنل جج و مجسٹریٹ لاہور کا ایک مضمون جس کا ہیڈنگ میلاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے پڑھ کر از حد خوشی ہوئی

شروع سے اخیر تک مضمون کو خوب نباہا ہے اور ساتھ ہی مجھ کو ایک کشف یا خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا (جس کے راوی ہمارے قبلہ میر صاحب میر ناصر نواب صاحب ہیں) جناب خان بہادر صاحب موصوف کی نسبت یاد آ گیا۔ امید ہے حضرت قبلہ میر صاحب کو بھی خوب یاد ہوگا۔ کیونکہ میر صاحب نے تھوڑا ہی عرصہ ہؤا ہے ریل کے سفر میں خاکسار کو سُنایا تھا۔ وھو ھٰذا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مَیں نے کشف میں دیکھا کہ چار کرسیاں بچھی ہیں۔ تین پُر ہیں اور ایک خالی پڑی ہے۔ سامنے سے مرزا سلطان احمد خان صاحب آ گئے ہیں۔ تو مَیں نے مرزا سلطان احمد خان صاحب کو کہا کہ چوتھی کرسی پر آپ بیٹھ جائیں۔

یہ حضرت میر صاحب کی روایت کا مفہوم ہے امید ہے حضرت قبلہ میر صاحب یا حضرت صاحبزادہ میاں صاحب اس کی تعبیر فرما کر احمدی احباب کو مشکور فرمائینگے۔ خداوند تعالیٰ کے دربار میں ممکن ہے کہ تین کو چار کرنے والا آخر مرزا سلطان احمد خان صاحب

ہی ہوں۔"[۱]

---

[۱] شیخ محمد جان صاحب غیر مبائع کی اِس روایت کے متعلق جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے حضرت میر ناصر نواب مرحوم و مغفور نے ۱۵ ار فروری ۱۹۱۶ء کے الفضل میں لکھا کہ مَیں نے شیخ محمد جان صاحب سے جو کہا تھا وہ یہ ہے کہ "مَیں نے سُنا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ حضرت صاحب کھڑے ہیں اور مرزا سلطان احمد صاحب بھی آپ کے پاس کھڑے ہیں اور وہاں ایک جگہ پر چار کرسیاں بچھی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرزا سلطان احمد صاحب سے کہا کہ ایک کرسی پر تم بیٹھ جاؤ۔" حضرت میر ناصر نواب مرحوم و مغفور نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ وہ ریاست بہاولپور میں کرسیٔ وزارت پر متمکن ہو گئے۔ مگر اس کے یہ معنے لینا بھی قرینِ قیاس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بذریعہ رؤیا یہ منکشف کر دیا کہ آپ کے جسمانی بیٹے مرزا سلطان احمد مرحوم و مغفور بھی آخر کار آپ کے رُوحانی بیٹوں میں شامل ہو جائیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس بیٹے کو بھی رؤیا دکھا کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ ان کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت چوتھی کرسی پر بیٹھنے سے آپ کے تین روحانی و جسمانی بیٹے چار ہو جائیں گے۔

سابق امیر منکرینِ خلافت نے ۱۹۱۴ء کے مطبوعہ رسالہ المصلح الموعود

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵

اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی سلسلہ میں آپ کا داخل ہونا حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے ذریعہ ہوا اسلئے محمود مصلح موعود ہی تین کو چار کرنے والے ہوئے۔ شیخ محمد جان صاحب کے اس بیان سے یہ تو قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غیر مبائعین بھی یہی سمجھتے تھے کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ بیٹوں میں سے کوئی ایک ہے۔

مَیں اس جگہ برادرم مکرم ایس۔ ایم۔ عبد اللہ یاگورا کے ایک رؤیا کا بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں جو انہوں نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۵۷ء میں لکھا ہے۔ لکھتے ہیں "چند یوم ہوئے رات خواب میں مجھے شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی (جو میرے دادا کے سگے بھائی تھے اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ میں سے تھے) ملے اور انہوں نے تصدیق فرمائی کہ ہاں یہ رؤیائے صادقہ جو مَیں نے لکھی تھی بالکل درست ہے اور آپ لوگ حق پر ہیں۔ مَیں نے تعجب سے پوچھا آپ تو ہماری مخالفت کرتے رہے ہیں؟ فرمایا۔ مرنے کے بعد پتہ لگا ہے کہ آپ لوگ ہی حق پر ہیں۔"

اس خواب سے یہ پتہ لگتا ہے کہ یہ خواب حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی لی جائے تو بھی سچی ہے اور اس کا تعلق پیشگوئی مصلح موعود سے بھی ہے جیسا کہ اُوپر ذکر کیا گیا ہے۔

میں تین کو چار کرنے کی علامت کے لئے بتایا ہے کہ وہ مصلح موعود کی خاص شناخت اور اس کی تعیین کرنے والی خاص صفت ہے۔ اور ۱۹۱۶ء میں پیغام صلح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف شائع کیا اور لکھا کہ:۔

"خداوند تعالےٰ کے دربار میں ممکن ہے کہ تین کو چار کرنے والا آخر مرزا سلطان احمد خانصاحب ہی ہوں۔"

لیکن اللہ تعالیٰ نے آخر مصلح موعود کے ہاتھ پر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں داخل کر کے حضورؑ کے کشفی قول کو کہ "یہ میرا بیٹا ہے" پورا کر دکھایا۔ اور اس طرح مصلح موعود کی یہ خاص اور امتیازی علامت کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اور جو امیر منکرینِ خلافت کے بقول مصلح موعود کا تعین کرنیوالی خاص صفت تھی۔ حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے ذریعہ پوری ہو گئی۔ پس مبارک ہیں وہ جو خدا تعالیٰ کے کلام کو پورا ہوتے دیکھ کر سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا کہتے ہوئے سر بسجود ہو گئے۔

چوتھی دلیل

زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

یہ علامت بھی ایک ایسی علامت ہے جس کے متعلق منکرین خلافت کے سابق امیر مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ المصلح الموعود مطبوعہ ۱۹۱۴ء ص۲۵ میں لکھ چکے ہیں:۔

"اگر حضرت صاحبؑ کی تحریروں اور الہاموں پر غور کیا جائے تو مصلح موعود کی وہ بڑی شناخت جو اس کے کاموں سے ہوگی یہ ہے کہ وہ دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے اور قومیں اس سے برکت پائیں۔"

امیر منکرینِ خلافت کی اِس تحریر سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۱۹۱۴ء میں یہ موعودہ شہرت حاصل نہ تھی۔ بلکہ یہ تو وہ وقت تھا جبکہ وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق یہ کہتے تھے کہ "وہ پانچ لاکھ آدمیوں میں سے

بیسواں حصہ بھی ایسا نہیں دکھا سکتے۔ جس نے انہیں خلیفہ اور مطاع تسلیم کیا ہو۔" (پیغام صلح ۲۱ / اپریل ۱۹۱۴ء از مولوی محمد علی صاحب)

اور اکابر منکرینِ خلافت نے ایک مشترکہ اعلان میں کہا تھا۔

"ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔"

(پیغام صلح ۵ / مئی ۱۹۱۴ء)

اور جنہوں نے آپ کی بیعت کی ان کے متعلق یہ کہا جاتا تھا۔

"اب وہ ۲۵ سال کے نوعمر جوان کے غلام ہیں۔ ان کی رائے وغیرہ کچھ بھی باقی نہیں ہے ...... وہ ایک گونہ ایک نیچے کے دائمی غلام بن گئے۔" (پیغام صلح ۱۶ / اپریل ۱۹۱۴ء)

اور یہ کہا جاتا تھا:۔

"بتاؤ کہ آپ کا ایک منتخب شدہ کم عمر اور کم تجربہ غیر مامور جوان کے اکثر کے سامنے طفلِ مکتب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ کس قطار اور شمار میں۔"

(رسالہ تقریریں اور اُن کا جواب)

نیز کہتے تھے:۔

"۲۵ سالہ جوان کے ہاتھ میں قوم کی قیادت دینا خطرناک ہے۔" (پیغام صلح ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء)

پس ایک طرف اپنے آپ کو جہاندیدہ اور تجربہ کار سمجھنے و
کی جماعت تھی۔ جن کا یہ دعوے تھا کہ نوّے بلکہ پچانوے فیصدی جما
اُن کے ساتھ ہے۔ اور دوسری طرف ایک پچیس سالہ نوجوان تھا
جسے ازراہِ تحقیر بچّہ اور کم عمر اور کم تجربہ کہتے تھے۔ جوان کے
نزدیک ابھی سنِ رشد کو بھی نہیں پہنچا تھا (رسالہ المہدی صفحہ ۳۲
جو ابھی ضد اور عزم میں تمیز کرنے کی عمر تک نہیں پہنچا تھا۔ (انکشاف
حقیقت از خواجہ صاحب صفحہ ۴۹) اور اس کی بیعت کرنے والو
کو غلام جن کی اپنی کوئی رائے نہ ہو سمجھا جا رہا تھا۔ ان حالات
میں کون خیال کر سکتا تھا۔ کہ وہ شخص جسے ایک بچّہ اور اس کے
ساتھیوں کو غلام کہا جاتا ہے۔ وہ ایک دن عالمگیر شہرت حا
کرلے گا۔ ان حالات کے باوجود اس کا زمین کے کناروں تک
شہرت حاصل کر لینا یقیناً انسانی طاقتوں سے بالا تر اور خدا ئے
کی تائید و نصرت کا ایک زبردست نشان ہے۔

اور جیسا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مذکور ہے کہ
اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو وعدہ دیا تھا کہ میں
تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔ وہ مصلح موعود
کے عہدِ مبارک میں دُنیا کے مختلف ممالک میں اور براعظموں کے

ایک کنارے سے لے کر دُوسرے کنارے تک سلسلہ کی تبلیغ پہنچ
جانے سے پورا ہو گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ
السّلام کے ساتھ یہ وعدہ بھی پورا ہو گیا کہ :۔

"مَیں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ
شہرت دوں گا۔"
(تذکرہ صفحہ ۱۹۱)

اور دعوت کے پہنچانے والے چونکہ حضرت مصلح موعود تھے
اس لئے آپ کے حق میں بھی خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی
کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے
برکت پائیں گی۔

بیرونی ممالک میں ہمارے مشن

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کے عہدِ خلافت میں پہلا مشن بیرونی ممالک میں سے مارشیس
میں قائم ہوا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ مارشیس میں اس سرزمین
کو Le bord dele Mond یعنی دُنیا کا کنارہ کہتے
ہیں۔ گویا اس مشن کے قیام نے یہ اشارہ کر دیا تھا کہ یہ زمانہ
اُس پسر موعود کا ہے جس سے متعلق اللہ تعالیٰ یہ پیشگوئی فرما چکا
ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں

اس سے برکت پائیں گی۔

اگر کوئی ہندوستان اور دُنیا کے نقشہ پر ایک سرسری نگاہ بھی ڈالے تو وہ یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ پیشگوئی ا[illegible] ظاہری لفظوں میں پوری ہو چکی ہے۔

دُنیا کے نقشے پر ایک نظر

مکرم و محترم جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ۱۹۴۴ء کے احمدیہ مشنوں کو (میں نے بعض بعد کے قائم شدہ مشنوں [illegible] بھی شامل کر دیا ہے شمس) مدنظر رکھتے ہوئے اس پیشگوئی پر [illegible] روشنی ڈالی تھی کہ اگر ہندوستان کا نقشہ سامنے رکھ کر کرا[illegible] سے لے کر ڈبرو گڑھ (ملک آسام) تک ایک خط کھینچیں [illegible] پھر سرینگر سے لے کر راسکماری تک دوسرا خط کھینچیں [illegible] نظر آئے گا۔ کہ حضرت مصلح موعود نے ملکوں کے کناروں تک پائی ہے۔

پھر ایشیا کا نقشہ سامنے رکھیں اور ایک خط حیفا (فل[illegible] سے دمشق (ملک شام) اور دمشق سے بغداد (ملک عراق) بغداد سے تہران (ملک ایران) اور تہران سے بخارا اور

سے کاشغر اور کاشغر سے ٹوکیو (ملک جاپان) اور ٹوکیو سے ہانگ کانگ (ملک چین) اور ہانگ کانگ سے بٹاویہ (جاوا سوماٹرا) اور بٹاویہ سے کولمبو (سیلون) اور کولمبو سے عدن اور عدن سے پھر حیفا تک خط کھینچیں تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ پسر موعود ایشیا کے کناروں تک شہرت پا چکا ہے۔ ان مقامات میں سے حیفا۔ دمشق۔ بغداد۔ بٹاویہ۔ کولمبو۔ عدن میں تو جماعتہائے احمدیہ قائم ہیں۔ اور تہران۔ بخارا اور کاشغر۔ ٹوکیو۔ ہانگ کانگ میں سلسلہ کی باقاعدہ تبلیغ کی جا چکی ہے۔

پھر افریقہ کا نقشہ لیجئے اور قاہرہ سے ممباسہ (مشرقی افریقہ) ممباسہ سے لیگوس (نائیجیریا) لیگوس سے سالٹ پانڈ (گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ) اور سالٹ پانڈ سے فری ٹاؤن (ملک سیرالیون) تک خط کھینچیے اور دیکھئے کہ افریقہ کے کناروں تک دعوت مسیح موعود علیہ السلام پہنچا کر یہ فرزند گرامی و ارجمند شہرت پا چکا ہے یا نہیں۔ ان تمام مقامات پر بھی احمدیہ جماعت قائم ہیں اور مغربی افریقہ کے ممالک میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں احمدی موجود ہیں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ مدرسے جاری ہیں۔ ہمارے بھیجے ہوئے مبلغین کے علاوہ بیسیوں مقامی مبلغین مسیح موعود علیہ السلام

کی دعوت اپنے ہمقوم لوگوں کو پہنچانے میں مصروف ہیں۔ اور یہ تمام جماعتیں اپنے تبلیغی اور تنظیمی اخراجات خود برداشت کر رہی ہیں۔

اب یورپ کے نقشہ کو لے لیں۔ اور لندن (انگلستان) سے میڈرڈ (سپین) تک اور میڈرڈ سے بلغاریہ (یوگوسلاویہ) اور بلغاریہ روما (اٹلی) اور روما سے زیورچ (سوئٹزرلینڈ) اور زیورچ سے وارسا (پولینڈ) اور پولینڈ سے برلن اور ہمبرگ (جرمنی) اور جرمنی سے سٹاک ہالم (سکنڈے نیویا) میں بذریعہ مبلغین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پہنچائی جا چکی ہے لندن اور پیرس۔ روما۔ وینس اور زیورچ اور ہمبرگ اور ہیگ وغیرہ شہروں میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خود تشریف لے جا چکے ہیں۔ باقی رہا امریکہ۔ تو شمالی امریکہ کے متعدد شہروں میں اور بونس آئرز (ملک ارجنٹائن) وغیرہ میں باقاعدہ تبلیغ ہو چکی ہے اور بیسیوں جگہ احمدیہ جماعتیں قائم ہیں۔

یہ تو براعظموں کے کناروں کے لحاظ سے مکرم و محترم چوہدری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کے پہنچنے کا

ذکر کیا ہے۔ میرے نزدیک اگر الہام کے الفاظ کہ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" میں زمین کے کنارے لیں تو زمین کے بوجہ گول ہونے کے خاص کنارے تو ہو نہیں سکتے البتہ اس سے مراد سمندروں کے ساحل لئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ جہاں سے سمندر شروع ہوتا ہے وہ سمندر کا کنارا ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ خشک زمین کا بھی کنارا ہوتا ہے۔

سب سے پہلے ہم بحر اوقیانوس شمالی کو لیتے ہیں۔ اس کے ایک کنارے پر یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ ہے جس میں ہمارے مشن نیویارک، واشنگٹن، ہیمبرگ، ڈیٹرائٹ اور شکاگو میں ہیں اور دوسرے کنارے پر جہاں نارتھ سی (بحیرہ شمالی) بحیرہ اوقیانوس میں مل جاتا ہے اس کنارے پر یورپ کے مندرجہ ذیل مقامات پر ہمارے تبلیغی مشن پائے جاتے ہیں۔

سکنڈے نیویا میں ہمارے مشن کا مرکز سٹاک ہالم میں موجود ہے جو سویڈن کا دارالخلافہ ہے۔ جرمنی کے اس علاقہ میں جو بحر اوقیانوس کے کنارے پر ہے ہیمبرگ میں ہمارا مرکز اور مسجد ہے۔ اور اس کے علاوہ نورمبرگ میں بھی ہمارا مشن ہے۔ اسی طرح ہالینڈ میں ہیگ میں اور انگلستان میں لنڈن میں ہمارے تبلیغی مراکز اور مساجد قائم ہیں اور فرانس میں باقاعدہ تبلیغ ہو چکی ہے۔ پھر میڈرڈ (سپین) میں ہمارا مشن قائم ہے۔

اس کے بعد ہم بحر اوقیانوس کا جنوبی حصہ لیتے ہیں۔ اسکے کنارے پر فری ٹاؤن اور بوسیرالیون میں۔ پھر لائیبیریا میں (جو امریکن کالونی ہے) اور کماسی اور سالٹ پانڈ غانا میں جو ابھی ابھی آزاد ہوا ہے۔ پھر لیگوس نائیجیریا میں ہمارے مشن قائم ہیں۔

پھر بحیرۂ روم کو لیتے ہیں تو اس کے کنارے پر مصر ہے۔ لبنان، شام فلسطین ہے جن میں ہمارے مشن قائم ہیں۔ اور ٹیونس ہے پھر روم اور سسلی ہیں۔ جہاں کئی سال تک تبلیغ ہو چکی ہے اب وہاں عنقریب مسجد تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔ اس سے آگے سوئٹزرلینڈ کا مشن بھی روم کے قریب ہے۔

بحیرہ عرب کو لیں تو ایران اور مسقط میں ہمارے مشن ہیں۔ اس کے بعد بحیرہ ہند کو لیجیئے اس کے مشرقی حصہ میں سیلون، برما، جاوا، سوماٹرا، سنگاپور، ملایا، انڈونیشیا (جاکرتا) میں ہمارے مضبوط مشن قائم ہو چکے ہیں۔ بحر ہند کے مغربی ساحل پر مشرقی افریقہ اور جزیرہ ماریشس ہے۔ یہاں پر ٹبورا، یوگنڈا، نیروبی، ممباسہ، زنجبار، لنڈی میں ہمارے مشن قائم ہیں۔ اس کے بعد بحر الکاہل شمالی سے ملحقہ کناروں پر لاس اینجلز (یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ) میں ہمارا مشن ہے۔ پھر نیچے جزائر میں فلپائن اور شمالی بورنیو میں بھی ہمارے مشن ہیں اور

اس کے بالمقابل جنوبی بحر اوقیانوس کے دوسرے کنارے پر جہاں جنوبی امریکہ ہے وہاں ٹرینیڈاڈ، ڈچ گی آنا اور برٹش گی آنا اور گری ناڈا میں ہمارے مشن پائے جاتے ہیں۔

پس جس علامت کو منکرین خلافت کے سابق امیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کی بناء پر مصلح موعود کے کاموں کی رُو سے اسکی شناخت کے لئے ایک خاص علامت قرار دے چکے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی ذات میں بکمال وضاحت پوری ہو چکی ہے۔

مخالفینِ احمدیّت کا اعتراف

یہ ایک ایسی ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ احمدیت کے اشد ترین مخالف بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ مثلاً مولوی ظفر علیخان مرحوم نے ۱۹۳۲ء میں لکھا:۔

"یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی نظر آتی ہیں اور آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوئیٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر

جو کانٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ کو خاطر میں نہ لاتے تھے غلام احمد قادیانی کی (نعوذ باللہ۔ ناقل) خرافاتِ واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔"

(زمیندار ۸ر اکتوبر ۱۹۳۲ء)

اور مصر کے اشد ترین مخالف اخبار الفتح کے ایڈیٹر نے ۱۳۵۱ھ میں لکھا۔

"میں نے بغور دیکھا تو قادیانیوں کی تحریک حیرت انگیز پائی۔ انہوں نے بذریعہ تحریر و تقریر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے۔ اور مشرق و مغرب کے مختلف ممالک و اقوام میں بصرفِ کثیر زر اپنے دعوے کو تقویت پہنچائی ہے۔ ان لوگوں نے اپنی انجمنیں منظم کر کے زبردست حملہ کیا ہے۔ اور ایشیا، یورپ، امریکہ اور افریقہ میں ان کے اپنے تبلیغی مراکز قائم ہو گئے ہیں۔ جو علم و عمل کے لحاظ سے تو عیسائیوں کی انجمنوں کے برابر ہیں لیکن تاثیرات و کامیابی میں عیسائی پادریوں کو اُن سے کوئی نسبت نہیں۔ قادیانی لوگ بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور پُر حکمت باتیں ہیں۔۔۔

۔۔۔ جو شخص بھی ان لوگوں کے حیرت زا کارناموں کو دیکھے گا وہ حیران و ششدر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیگا۔ کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا بڑا جہاد کیا ہے جسے کروڑوں مسلمان بھی نہیں کر سکے۔"

(الفتح ۲ر جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ القاہرہ)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغربی اور مشرقی افریقہ میں عیسائیت اب جارحانہ اقدام سے ہٹ کر مدافعانہ صورت اختیار کر گئی ہے اور اُسے اب اپنی شکست اور احمدیت کے غلبہ کا احساس ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق بشپوں اور مشہور شخصیتوں اور اخبار نویسوں کے بیانات الفضل میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔ نیز دیکھیں تحریک جدید کے بیرونی مشن مرتبہ وکالتِ تبشیر ربوہ۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچانے کا کام اسی پسرِ موعود نے کیا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:۔

"خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ جس میں رُوح القدس کی برکات

پھُونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلا ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۱۷۱)

منکرینِ خلافت کی پالیسی سے اختلاف

اللہ تعالیٰ نے تو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپ کی دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے بالکل خلاف منکرینِ خلافت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو پہنچانے کی جگہ اس کے سخت نقصان رساں ہونے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا کہ یورپ میں

"دوسرے فرقہ کی بحث کرنا میرے علم اور یقین میں اشاعت اسلام کے لئے سمِ قاتل ہے۔" (پیغام صلح یکم مارچ ۱۹۱۴ء)

منکرینِ خلافت غیر ممالک میں بڑی سختی سے اسی پالیسی پر عمل کرتے رہے۔ پھر انہوں نے ۱۹۳۰ء میں مکرر یہ اعلان کیا کہ:-

"ہم انگلستان میں لوگوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش سردست ٹھیک نہیں سمجھتے کیونکہ اس سے وہاں

فرقہ بندی کا بازار گرم ہونے کا احتمال ہے۔۔۔۔۔ بلاشبہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کا وجود اور دعویٰ وہاں پیش نہیں کرتے۔" (پیغام صلح ۲۳ جون ۱۹۳۰ء)

مگر اس پسرِ موعود نے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اس سے قومیں برکت پائیں گی۔ اور وہ مصلح موعود ہوگا۔ منکرینِ خلافت کی اس پالیسی کے بالکل خلاف یہ اعلان فرمایا:-

"خدا کرے کہ میرے ہاتھ سے یہ فساد دُور ہو جائے اور یہ فتنہ کی آگ بجھ جائے تاکہ وہ عظیم الشان کام جو خلیفہ کا فرضِ اوّل ہے یعنی کل دنیا میں اپنے مطاع کی صداقت کو پہنچانے اس کی طرف پوری توجہ کر سکوں۔ کاش میں اپنی موت سے پہلے دُنیا کے دُور دراز علاقوں میں صداقت احمدیت روشن دیکھ لوں۔ وما ذالک علی اللہ ببعید۔" (رسالہ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے ص۱۱)

پھر فرمایا:-

"اس وقت دشمن یہ کہہ رہا ہے کہ اب احمدیت گئی۔ لیکن

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آگے سے بھی زیادہ اُسے ترقی دے اور اسلام کے شیدا خوش ہو جائیں کہ اب خزاں کے بعد بہار آنے والی ہے۔ اور مسیح موعود کے وعدوں کے پورے ہونیکے دن آگئے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے مامور اور اسکے اوّل خلیفہ کی دعاؤں کو ضائع نہیں کریگا۔ اور ضرور اسلام کی مصیبت کو دُور کر دے گا پس اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پورا کرنے کیلئے میرے دل میں ڈالا ہے کہ میں اب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے خاص جد و جہد کروں۔"

(شکریہ اور اعلان ضروری ص۸)

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے منکرین خلافت کی اس پالیسی کے خلاف کہ غیر ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور دعویٰ کا ذکر نہ کیا جائے آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اپنے اس وعدہ کو پورا کیا کہ :-

"مَیں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کرونگا۔" (تذکرہ ص۱۹۱)

اسی طرح جس کے ذریعہ دعوت پہنچائی اس کے بارے میں جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ

"زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"

وہ بھی بڑی آب و تاب سے پوری فرما دی۔ جس سے ظاہر ہو گیا کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آپ ہی ہیں +

تفصیل

جیسا کہ مندرجہ بالا اعلانوں سے ظاہر ہے۔ منکرینِ خلافت کے اکابر نے تو غیر ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اور وجود باجود کے ذکر سے بھی اجتناب ظاہر کیا اور وہاں کے لوگوں پر بالکل ہی خلافِ حقیقت یہ اثر ڈالنے کے لئے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے احمدیت کے ذکر کو اسلام کی اشاعت کیلئے سمِ قاتل بتا کر ممنوع قرار دیدیا۔ لیکن ان کی اِس پالیسی کے (جسے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ردّ فرما چکے تھے) خلاف حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تمام غیر ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اور وجود باجود کے پیش کرنے کو بڑے

شدّ و مدّ اور پورے جوش و خروش سے اشاعتِ اسلام کے لئے نہایت ضروری اور اپنا فرضِ اوّلین قرار دیا۔ جیسا کہ حضور کے ارشاداتِ عالیہ مندرجہ بالا سے عیاں ہے۔

اہلِ نظر و انصاف تو دونوں طرف کے اعلانوں کو پڑھ کر ہی اصل حقیقت تک پہنچنے کا کھلا راستہ پا سکتے تھے لیکن بات اسی پہ ختم نہیں ہو جاتی بلکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اشاعتِ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اور حضورؑ کے وجود باجود کو غیر ممالک میں پیش کرنا ضروری اور اپنا فرضِ اوّلین قرار دیکر اسکو انجام تک پہنچانے کا جو عزم بالجزم بذریعہ اعلان ظاہر فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا درست، صحیح اور اپنی مرضی کے مطابق ہونا اپنی فعلی شہادت سے ظاہر فرما دیا ہے یعنی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ

"تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۵)

اور فرمایا تھا کہ :-

"میں تجھے زمین کے کناروں تک عزّت کے ساتھ شہرت دوں گا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۹۱)

یہ وعدے اس نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے پورے فرما دیئے۔ اور جس کے ذریعہ سے پورے فرمائے تھے اس کے بارہ میں جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ وہ بھی پوری فرما دی۔ جس سے صرف یہ ثابت نہیں ہوا کہ جو طریقۂ تبلیغ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اختیار فرمایا وہی درست، صحیح اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے بلکہ یہ امر زیادہ سے زیادہ صفائی کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے جس بیٹے کے مصلح موعود ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ فی الحقیقت آپ ہی ہیں کیونکہ زمین کے کناروں تک شہرت پانا بھی مصلح موعود کی شناخت والی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی تھی۔

حسد بہت بُری بلا ہے

یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی یہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ مصلح موعود کیلئے یہ پیشگوئی نہیں کی گئی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور یہ پوری بھی اس شان سے ہوئی ہے کہ منکرین کیلئے دم مارنے یعنی یہ کہنے کی ذرا سی بھی گنجائش نہیں رہی۔

اس لئے سابق امیر منکرین خلافت نہ تو یہ کہہ سکے کہ مصلح موعود کیلئے زمین کے کناروں تک شہرت پانے کی کوئی پیشگوئی نہیں تھی۔ اور نہ یہ کہہ سکے کہ جس کا زمین کے کناروں تک شہرت پانا اس کے مصلح موعود ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس نے زمین کے کناروں تک شہرت نہیں پائی بلکہ اس قابل غور اور لائق قبول امر کو ٹال دینے کیلئے سابق امیر منکرین خلافت نے وہی عجیب و غریب طریقہ اختیار فرمایا جو آپ ایسے موقعوں پر اختیار فرمانے میں پوری مشق رکھتے تھے چنانچہ اس شہرت سے متعلق جو الہامی پیشگوئی میں بیان ہوئی ہے۔ اس شہرت کو جسے اللہ تعالیٰ قدرت کا نشان قرار دیتا ہے اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور نشان قدرت سارے جہان کے سامنے پیش فرماتے ہیں۔ اور مصلح موعود کی شناخت کا معیار قرار دیتے ہیں آپ نے لکھا۔

"میاں صاحب کہتے ہیں کہ ان کی شہرت دنیا کے کناروں تک پھیل گئی لیکن صرف شہرت تو باکسنگ کرنے والوں یعنی مکّا مارنے والوں کی بھی پھیل جاتی ہے ایکٹروں ایکٹرسوں کی بھی شہرت ہو جاتی ہے دنیا کے کناروں تک ان کا نام پہنچ جاتا ہے، چارلی چپلن کی بھی دُنیا میں شہرت ہے یہ تو کوئی فخر کا مقام نہیں۔" (پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۴۳ء)

اس شہرت کو جسے جناب مولوی صاحب مرحوم خود بھی مصلح موعود کی شناخت کیلئے ایک خاص معیار قرار دے چکے ہیں۔ اسی شہرت کو منہ کی ایک ہی پھونک سے اڑا دینے کیلئے کس شان استغنا و بے پرواہی سے فرماتے ہیں۔ وہ شہرت تو باکسنگ کرنے یعنی مکّا مارنے والوں کی بھی پھیل جاتی ہے ایکٹروں ایکٹرسوں کی بھی شہرت ہو جاتی ہے دُنیا کے کناروں تک ان کا نام بھی پہنچ جاتا ہے۔ چارلی چپلن کی بھی دُنیا میں شہرت ہے۔ یہ تو کوئی فخر کی بات نہیں۔ شہرت کے متعلق مضمون کو ابتداء سے پڑھنے والوں میں سے بہت سے ناظرین حیران ہونگے کہ یہ کیا فرمایا گیا ہے۔ ذکر تو تھا اس شہرت کا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً دی تھی۔ اور اُس وقت دی تھی جب کہ ابھی شہرت پانے والا پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ پھر یہ شہرت تو ایک عظیم الشان نشان قدرت کی پیشگوئی تھی۔ اس شہرت کے ظہور میں آنے سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک محیر العقول و عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی یہ شہرت تو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی وجہ سے پیدا ہوئی اس شہرت سے تو اسلام کا بول بالا ہوا۔ اس شہرت سے تو اسلام و احمدیت کی سچائی ظاہر ہوئی۔ پھر ایسی شہرت کے مقابلہ میں ان شہرتوں کو پیش کرنا جو مولوی صاحب موصوف سابق امیر منکرین خلافت نے پیش کی ہیں۔ کیا

معنے رکھتا ہے۔ کیا ان لوگوں میں سے بھی کسی کے شہرت پانے کی خبر اسکی پیدائش سے بھی پہلے کسی مامور من اللہ نے الہاماً دی تھی۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر ان لوگوں کی شہرتوں کا اس شہرت کے مقابلہ میں کیا ذکر جسکی خبر الہاماً دی گئی تھی۔ اور جس کے ظہور میں آجانے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوتی تھی۔

اگر شہرت ایسی ہی بے حقیقت چیز تھی جیسی کہ سابق امیر منکرین خلافت نے اپنی پیشکردہ مثالوں کے ذریعہ سے ظاہر کرنی چاہی ہے۔ تو پھر آپنے اُسے مصلح موعود کی شناخت کیلئے خاص معیار کیوں قرار دیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس وقت آپ اپنے حسود محمود کیلئے ایسی عالمگیر شہرت کا پانا ناممکن خیال کرتے تھے۔ یا آپ اس شہرت کو اس وجہ سے کہ اس کی خبر قبل از وقت الہاماً دی گئی تھی۔ ان تمام شہرتوں سے جن کی خبر قبل از وقت الہاماً نہ دی گئی ہو۔ ایک بالکل ہی علیحدہ چیز سمجھتے تھے۔ جیسی کہ وہ درحقیقت ایک علیحدہ چیز ہے لیکن جب وہ الہامی شہرت اُس وجود باجود کو بفضلہ تعالیٰ حاصل ہو گئی جو اللہ تعالیٰ کے علم میں مصلح موعود تھا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر مصلح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا تو آپ کو بجز اسکے چارہ کار کچھ نظر نہ آیا۔ کہ آپ الہامی و غیر الہامی کے فرق و امتیاز کو پس پشت ڈال کر دونوں شہرتوں کو یکساں قرار دے دیں۔ تا الہامی شہرت بھی عام نظروں میں ویسی ہی ہو جائے جیسی کہ غیر الہامی شہرتیں۔

اور سابق امیر منکرین خلافت کو یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پانے کو مصلح موعود کی شناخت کا معیار قرار دے چکے ہیں لیکن جب حق بحقدار رسید یعنی زمین کے کناروں تک پہنچنے والی شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسکے لئے مقدر تھی وہ اُسے عطا فرما دی گئی تو آپ بجائے "محمود" کو مصلح موعود تسلیم کر لینے کے مخالفت میں اور بھی ترقی کر گئے اور اسی شہرت کو جسے "مصلح موعود" کی شناخت کیلئے ایک خاص معیار قرار دے چکے تھے۔ ایک حقیر و بے حقیقت چیز ظاہر کرنے کے لئے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی شہرتوں کو مثالاً پیش کرنے بیٹھ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

پانچویں دلیل

علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا

یہ علامت کہ پسر موعود علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور اسکے ذریعہ سے دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ ایک ایسی علامت ہے۔ جو بغیر تائید الٰہی کسی میں نہیں پائی

جاسکتی اور کوئی اسکو اپنی ذات میں از راہ کذب و فریب ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ اوّل فضیلت اور کمال کسی ولی کا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ ہے :۔

"کہ علم قرآن اس کو عطا کیا جائے ---- وہ (اللہ تعالیٰ) آپ فرماتا ہے۔ کہ میں جسکو حقیقی پاکیزگی بخشتا ہوں اسپر قرآنی علوم کے چشمے کھولتا ہوں۔ اور نیز فرماتا ہے کہ جس کو چاہتا ہوں علمِ قرآن دیتا ہوں اور جس کو علم قرآن دیا گیا اسکو وہ چیز دی گئی جس کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۳)

اور اشتہار ۔ مو جولائی سنہ ۱۹۰۰ء میں فرماتے ہیں۔ کہ معارف علم قرآن صرف راستباز بندوں کو دیا جاتا ہے۔ ان کے غیر کو نہیں دیا جاتا۔

اور فرماتے ہیں :۔

"بموجب آیت لایمسّہ الّا المطھرون صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے لیکن صرف دعویٰ قابلِ تسلیم نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہو سکتا ہے اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے۔ (اشتہار بنام پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء)

اور سابق امیر منکرین خلافت مولوی محمد علی مرحوم بھی لکھتے ہیں کہ :۔

قرآن مجید کو "صرف وہی چھو سکیں گے جو پاک ہیں۔ اور اس سے دونوں باتیں اخذ ہوتی ہیں ایک یہ کہ مسلمان کو بھی چاہیئے کہ قرآن مجید کو طہارت کی حالت میں چھوئے اور دوسرے یہ کہ اس کے مضامین عالیہ تک رسائی انہی لوگوں کو ملتی ہے جو اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں۔ یہ مطہرین کے قرآن شریف تک پہنچنے کے دو رنگ ہیں ایک ظاہری ایک باطنی۔

(بیان القرآن صفحہ ۳۲۸۶ نوٹ)

اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کے معارف بیان کرنے میں مقابلے کے لئے مخالفین کو نہ ایک بار بلکہ بار بار چیلنج کیا۔ اور بار بار بلایا۔

۱۹۲۶ء میں علماء دیوبند کو مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ :۔

" اگر حقائق و معارف سے وہ حقیقی معارف مراد ہیں جن سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے اور جن میں انسان کے اخلاق اور اعمال کی درستی اور اس کے تعلق باللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع بتائے گئے ہیں۔ تو ان کے لکھنے میں ان مولویوں

کو میں اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے تو دیکھینگے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائینگی۔ ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے۔ وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔ اگر ان میں ہمت و جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں"

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

(۲) پھر حضور نے ۸ اپریل ۱۹۳۴ء کو ڈلہوزی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل

"مجھے بھی ایسے قرآن کریم کے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ کسی علم کا جاننے والا اور کسی مذہب کا پیرو ہو۔ قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس قرآن سے ہی اس کا جواب دوں گا۔ میں نے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ معارف قرآن میرے مقابل میں لکھو۔ حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ہوں مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہوا ۔۔۔۔۔ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ نئے معارف بیان کروں گا"

(تبلیغ حق ص۶۵)

(۳) پھر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ یہ

تفسیر کا کام میرا ہے یا اس کا جو مجھ سے ہو۔ اور اس طرح یہ دروازہ اپنی جماعت کے لئے بھی کھلا رکھا ہے:۔

"اب میں نے بھی کئی بار چیلنج دیا ہے۔ کہ قرعہ ڈال کر کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو غور کر لو اور مجھے نہ بتاؤ پھر میرے مقابل پر آکر اس کی تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لے گی کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا ان پر مگر کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ سامنے آئے"

(الفضل ۷ مارچ ۱۹۳۶ء)

(۴) پھر آپ نے ۱۹۴۴ء میں اپنے آپ کو مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق قرار دینے کے بعد دہلی کے جلسہ عام میں فرمایا:۔

"میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلے میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی"

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء)

الغرض اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مطابق کہ مصلح موعود کے ذریعہ سے دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو علوم ظاہری و باطنی سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف کا دروازہ آپ پر کھول دیا۔

سیاسی مسائل میں رہنمائی

اس کے علاوہ آپ نے اہم سیاسی مسائل میں مسلمانوں کی راہنمائی فرمائی۔ مسجد کانپور کا واقعہ۔ بزرگوں کی توہین اور ملکی قانون۔ مطالبۂ آزادی کی تحریک۔ ترکوں سے اظہار ہمدردی۔ تحریک ہجرت تحریک عدم تعاون۔ ملکانہ شدھی کی تحریک وغیرہ مسائل میں مسلمانوں کی نہایت صحیح رنگ میں مدبرانہ رہنمائی فرمائی۔

پھر دو قوموں کا تصوّر جس پر بقول قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم پاکستان بنا[1]

---

[1] قائد اعظم مرحوم نے رائٹر کے نمائندے سے ۲۳ اکتوبر ۴۷ء کو کہا:۔
" دو قوموں کا تصوّر در حقیقت ایک نظریہ نہیں بالکل واضح حقیقت ہے ہندوستان کی تقسیم اس حقیقت کی بنا پر ہوئی ہے"۔ شمس

آپ نے نہایت شد و مد سے پیش کیا۔ سائمن کمشن کے سامنے جداگانہ انتخاب کے متعلق مطالبہ پیش کرنے کا مشورہ دیا۔ اور آل مسلم پارٹیز کانفرنس شملہ اور اسکے بعد بھی جداگانہ انتخاب کیلئے زور دیا اور اپنی کتاب "مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ" میں تحریر فرمایا:۔

"مسلمانوں کے سامنے مذہب اور قومیّت کا سوال ہے یہاں دو مختلف قومیں اور زبردست قومیں بستی ہیں جن کے مذہب الگ ہیں۔ اور جن کے تمدّن کے اصول الگ ہیں پس ایک مستقل اکثریت کے مقابلے میں ایک مستقل اقلیت بن کر رہنے کیلئے وہ کس طرح تیار ہو سکتے ہیں۔ جب تک کہ ان کے حقوق کی حفاظت کا انتظام نہ ہو جائے"

ع ۹۸

مؤلفات

آپ نے مسلمانوں کی سیاسی اور اقتصادی رہنمائی کے لئے جو کتابیں تصنیف فرمائیں ان پر مسلمانوں کے معزز اور فہیم طبقہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اور کھلے لفظوں میں آپ کی خدمات کو سراہا۔ اس سلسلہ میں آپ کی تالیفات ترک موالات اور احکام اسلام۔ نہرو رپورٹ پر تبصرہ۔ معاہدہ ترکیہ۔ ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا

حل۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور مسلمان اور ہندو مسلم فسادات وغیرہ مسلم اور غیر مسلم سیاست دانوں سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں۔

مثلاً ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل" پڑھ کر سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون ایم۔ ایل اے مرحوم نے لکھا:۔

"میری رائے میں سیاسیات کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں کتاب "ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل" بہترین تصانیف میں سے ہے"۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے لکھا:۔

"نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے"۔

اور مدیر روزنامہ سیاست لاہور نے اپنی اشاعت مؤرخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۰ء میں لکھا:۔

"آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے سائمن کمشن کے روبرو مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ پیش کرنے بمسائل حاضرہ پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے مدلل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق استدلال سے مملو کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے"۔

انگریزی سیاست دانوں نے بھی آپ کی تصنیف قابل قدر سمجھی اور اس کی تعریف کی ہے۔ مثلاً مسٹر لیوپولڈ ایمری نے جو بعد میں وزیر ہند کے عہدہ پر بھی فائز رہے تھے۔ اسی کتاب کے متعلق لکھا کہ:۔

"میں نے اس کتاب کو بہت دلچسپی سے پڑھا ہے اور میں اس روح کو جس کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اور نیز اس محققانہ قابلیت کو جس کے ساتھ ان سیاسی مسائل کو حل کیا گیا ہے نہایت قدر سے دیکھتا ہوں"۔

یہ حقیقت ہے کہ آپ نے ان کتب میں نہایت عمدگی سے سیاسی رہنمائی فرمائی ہے اور آپ سیاسی گتھیوں کو سلجھانے میں ایک کامیاب رہنما ثابت ہوئے۔ اور آپ کی ظاہری علوم اور سیاست کے بڑے بڑے مدبر اور سیاست دان قائل ہوئے۔

اسلامی دقیق مسائل کا حل

پھر آپ نے اسلام کے ان مسائل کو جو نہایت دقیق پیچیدہ اور مشکل خیال کئے جاتے تھے اپنی تحریروں اور تقریروں میں ایسے مفصل اور مدلل انداز سے پیش کیا کہ وہ عام فہم مسائل نظر آنے لگے۔ اس ضمن میں آپ کی کتب دلائل ہستی باری تعالیٰ۔ ملائکۃ اللہ۔ تقدیر الٰہی

اور حقیقۃ الرؤیا وغیرہ قابل دید ہیں۔

ان مشکل ترین مسائل کو جس عام فہم اسلوب میں آپنے بیان فرما دیا ہے دوسری کتب میں اس کی تلاش بے سود ہے۔

اس زمانے کے شہرۂ آفاق مصنف علامہ شیخ محمد عبدہ مفتی دیار مصر کا رسالہ التوحید جو بحثِ عقائد پر مشتمل ہے پڑھا جائے اور پھر حضرت مصلح موعود میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے لیکچر دلائل ہستی باری تعالیٰ کا مطالعہ کیا جائے تو دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔

پھر حضور نے اخلاق پر قلم اٹھایا۔ تو ایسے رنگ میں کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی تالیف منہاج الطالبین وغیرہ اس کا زندہ ثبوت ہیں۔

تاریخی مسائل پر بحث کی تو اس شانِ بے نظیری سے جو صرف آپ ہی کا حصہ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں جو اختلاف رونما ہوا وہ اسلامی تاریخ کا ایک مشکل ترین باب ہے آپ کے بیان نے اسے ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے صاف اور حل فرما دیا کہ تاریخ اسلامی کے سکالر اور پروفیسر حیران و ششدر رہ گئے چنانچہ اسلامیہ کالج کے سابق پروفیسر سید عبدالقادر مرحوم نے حضور کے

اس مضمون سے متعلق جو "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے نام سے شائع ہوا ہے لکھا تھا:۔

"ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گذرا ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے عہد کی نسبت جس قدر اسلامی تاریخوں کا مطالعہ کیا جائے گا۔ اسی قدر یہ مضمون سبق آموز اور قابل قدر ہوگا"

رُوحانی علوم

پھر آپ کی تالیفات عرفان الٰہی۔ ذکر الٰہی اور تعلق باللہ وغیرہ ایسی کتابیں ہیں جنہیں پڑھ کر انسان پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اور اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ عالم سفلی سے عالمِ علوی کی طرف پرواز کر رہا ہے۔

علم کلام

پھر آپنے اسلام کا دیگر ادیان پر دلائل و براہین کی رُو سے غلبہ ظاہر کرنے کے لئے جو کتب تحریر فرمائیں وہ آپ ہی اپنی نظیر ہیں۔ ان میں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ تحفہ لارڈ ارون۔ تحفہ

شہزادہ ویلز اور دیباچہ تفسیر القرآن وغیرہ ایسی کتابیں ہیں۔ جن میں آپ نے اسلام اور دیگر مذاہب کے معتقدات اور تعلیم کا مقابلہ کر کے اسلامی معتقدات اور اسلامی تعلیم کی برتری اور فوقیت ظاہر فرمائی ہے! اور ثابت کیا ہے کہ وہ کامل مذہب جس پر چل کر انسان خدا تک کو پا سکتا ہے۔ صرف اسلام ہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اصل علم جو قرآن مجید کا علم ہے آپ کو اتنا کثیر عطا فرمایا جس کا فی زمانہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن مجید کے ایسے ایسے معارف اور حقائق ظاہر فرمائے ہیں جو پہلی تفسیروں میں نہیں پائے جاتے۔ آپ تفسیر کبیر کے نام سے قرآن شریف کی جو تفسیر تحریر فرما رہے ہیں۔ جس کی چھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور ساتویں زیر طبع ہے اس کو پڑھنے والا بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو یہ خوشخبری دی تھی کہ پسر موعود کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا وہ پیشگوئی بلفظہا پوری ہوئی۔

اس وقت تک آپ کی مؤلفات ایک سو سے زائد چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی کہ مصلح موعود ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ مہر نیمروز کی مانند واضح اور روشن

طور پر پوری ہو چکی ہے۔ ایسے صاف روشن اور درخشاں نشان کو دیکھ کر بھی انکار کرنے والے کے لئے اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✦ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چھٹی دلیل

یُشَابِہُ اَبَاہُ

حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یَتَزَوَّجُ وَیُولَدُ لَہٗ کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو ایک ایسا صالح فرزند عطا کرے گا۔ جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا۔ اور ایک مشہور ولی حضرت نعمت اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ اس کا جانشین ہوگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:-

"ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ

نزل من السّماء"

(ازالہ اوہام طبع اوّل ص ۶۳۵)

اس الہام کے الفاظ سوائے پہلے دو جملوں کے وہی ہیں جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پسر موعود سے متعلق درج ہیں۔ اور سبز اشتہار میں اولوالعزم ہونا اس لڑکے کی صفت قرار دی گئی ہے جس کا نام محمود اور دوسرا بشیر ہے۔ جو مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔

اور حضرت اقدس نے ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو اپنے خط میں جو حضرت خلیفہ اوّل کے نام تھا یہ لکھا:۔

"ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا چنانچہ فرمایا کہ

ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ یہ وہی بشیر ہے۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یخلق اللہ مایشاء۔" (تذکرہ صفحہ ۱۷۰)

پس حدیث اور الہامات مسیح موعود علیہ السلام سے ظاہر ہے کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رنگ میں رنگین

ہوگا۔ یہاں تک کہ ظاہری اور باطنی طور پر کئی امور میں اس کو آپ سے خاص مشابہت ہوگی۔

(۱) مثلاً دعوے کے لحاظ سے دیکھیں تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۸۸۹ء میں کیا تو آپکی عمر پچپن ۵۵ سال کی تھی۔ اور جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۹۴۴ء میں کیا تو آپ کی عمر بھی پچپن ۵۵ سال کو پہنچ چکی تھی۔

(۲) پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پورے یقین اور ایمان اور استقامت کے ساتھ لوگوں تک امر حق پہنچایا اسی طرح حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود نے بھی تبلیغ حق کے سلسلہ میں یقین اور ایمان اور استقامت سے کام کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے۔ کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر

میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرہ سے بھی
حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی
اور لعنت دیکھوں تب بھی میں فتح یاب ہوں گا۔"

(انوار الاسلام)

حضرت پسر موعود سلمہ اللہ الودود نے اپنے مقدس باپ کی مبارک نعش کے پاس کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ :-

" اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پروا نہیں کرونگا"

(بحوالہ الحکم خلافت جوبلی نمبر ص۱۱)

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے

مقام او مبیں از راہِ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

اور حضرت مصلح موعود سے متعلق فرمایا ہے

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کہ رسولوں نے اس کے

دور پر ناز کیا۔ اور حضرت مصلح موعود کے لئے "فخر رسل" کے الفاظ ہیں۔ اور رسولوں کے ناز و فخر کے ذکر سے اس طرف اشارہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ رسولوں کی قوموں کو جو اپنے اپنے رسولوں کی قوموں کو جو اپنے اپنے رسولوں کی اصل تعلیم یعنی توحید کو چھوڑ کر قسما قسم کے شرک میں مبتلا ہو چکی ہوں گی مسیح موعود اور مصلح موعود از سر نو توحید کی تعلیم پہنچائیں گے۔ اور وہ قومیں ان کی تبلیغ سے فائدہ اٹھا کر توحید کی قائل ہو جائیں گی۔ یہ وجہ ہے گزشتہ رسولوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے موعود پسر حضرت مصلح موعود پر ناز و فخر کرنے کی۔ اور گزشتہ رسولوں کی قوموں کو دونوں مقدس وجودوں کا اسلام کی طرف بلانا اور پھر اس شان سے بلانا جس کی نظیر سارے عالم میں کہیں پائی نہیں جاتی - اظہر من الشمس ہے اور اس سے دونوں مقدس وجودوں میں بوجہ حسن مشابہت ثابت ہے۔

(۴) پھر جیسے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں یہ وعدہ کیا کہ :-

" میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔"

ویسے ہی مصلح موعود سے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی کہ :-

"وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"

(۵) پھر جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالفین اسلام پر اتمامِ حجت کیا اسی رنگ میں مصلح موعود نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔

(۱) اگر آسمانی نشانوں میں میرا کوئی مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔

(۲) اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔

(۳) اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔

(۴) اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

ان میں سے کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں"

(اربعین صفحہ ۳ و ۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کے ذریعہ سے بھی کئی آسمانی نشان اور اسرار غیبیہ ظاہر کئے اور قبولیت دعا اور قرآنی نکات اور معارف بیان کرنے کا نشان عطا فرمایا۔

آپ نے الہام اور اسرار غیبیہ سے متعلق بہائیوں کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا :-

"حضرت مسیح موعود کے اظلال میں سے ایک میں ہوں کہ مجھ پر خدا نے ایسے کلام نازل کئے جو وقت پر پورے ہوئے۔ اور آج بھی میں کہتا ہوں۔ لاؤ میرے مقابلے میں عبد البہاء کے خلیفہ کو اور پھر دیکھیں خدا تعالیٰ کس کی صداقت ظاہر کرتا ہے"

(الفضل ۲۵/۲۹ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء)

پھر آپ نے تمام مخالفین اسلام کو چیلنج کرتے ہوئے بطور اتمام حجت قبولیت دعا کے نشان سے متعلق فرمایا :-

"میں حضرت مسیح موعود کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے

مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آگے آکر ہم سے مقابلہ
کرے مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام
ہی زندہ مذہب ہے۔ اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ میں
ٹھہر نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور
قبول کرتا ہے۔ اور ایسے حالات میں قبول کرتا ہے جب کہ
ظاہری سامان بالکل مخالف ہوتے ہیں۔ اور یہی اسلام کے
زندہ مذہب ہونے کی بہت بڑی علامت ہے۔ اگر کسی کو
شک و شبہ ہو تو آئے اور آزمائے ہاتھ کنگن کو آرسی
کیا ہے۔ اگر کوئی ایسے لوگ ہیں جنہیں یقین ہے کہ ہمارا
مذہب زندہ ہے تو آئیں ان کے ساتھ جو خدا کا تعلق اور
محبت ہے اس کا ثبوت دیں اگر خدا کو ان سے محبت ہوگی
تو وہ مقابلہ میں خود ان کی تائید کرے گا۔ ایک کمزور اور
ناتواں انسان اپنے پیاروں کو دکھ تکلیف میں دیکھ کر جتنی
اسکی طاقت اور ہمت ہوتی ہے مدد کرتا ہے۔ تو کیا انہوں نے
اپنے خدا کو ایک کمزور انسان سے بھی کمزور سمجھ رکھا ہے۔
جو ان کی مدد نہیں کریگا اگر نہیں تو میں ان کو چیلنج دیتا ہوں
کہ مقابلہ پہ آئیں تاکہ ثابت ہو کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے

اور کس کی دعا سنتا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی
طرف سے لوگوں کو اس مقابلہ کیلئے کھڑا کریں لیکن
اس کے لئے یہ نہیں ہے کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہدے کہ میں
مقابلہ کرتا ہوں بلکہ ان کو مقابلہ پہ آنا چاہیئے جو کسی فرقہ
یا مذہب کے قائمقام ہوں۔ اسوقت دنیا کو معلوم ہو جائیگا
کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا
ہوں کہ ہماری دعا قبول ہوگی افسوس ہے کہ مختلف
مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ پر آنے سے ڈرتے
ہیں۔ اگر وہ مقابلہ کے لئے نکلیں تو اُن کو ایسی شکست
نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت ہی
نہ ہوگی" (زندہ مذہب ص۲۹)

پھر جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علم معارف قرآن مجید دیئے
جانے کا دعویٰ کیا اور قرآن مجید کے معارف بیان کرنے کیلئے کوئی
مقابلہ میں نہ آیا۔

ویسے ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی
قرآن مجید کے نئے معارف بیان کرنے کے لئے چیلنج دیا۔ مگر کسی کو وہ
چیلنج قبول کرنے کا یارا نہ ہوا۔ چنانچہ ۱۶ راپریل ۱۹۴۲ء کو آپ نے

مصلح موعود کا اعلان کرنے کے بعد دہلی کے جلسہ میں معارف قرآنیہ کے متعلق اپنے چیلنج کو دہراتے ہوئے فرمایا :-

"کہ اب بھی میں یہ دعویٰ کرتا ہوں ۔ کہ بے شک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حصّہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں مگر دنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور رُوحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے "

اور اس طرح آپ حدیث یتزوّج و یُولَدُ لَہٗ اور الہام مسیح موعود علیہ السلام کہ وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا حقیقی مصداق ہو کر پیشگوئی مصلح موعود کے پورا کرنے والے ٹھہرے ۔

ساتویں دلیل

مصلح موعود ہونیکا دعویٰ

اختلاف کے ابتدائی دنوں میں منکرین خلافت کے اکابر نے کہا تھا کہ ہمیں تو صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے موعود لڑکا ماننے میں کوئی عذر نہیں ۔ اگر وہ خود اس کا دعویٰ کریں ۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین مرحوم نے اپنی کتاب اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ

کے اسباب کے صـ۲۳ میں حلفیہ بیان کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا :-

" کم از کم میں اپنے متعلق فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس حلف کے بعد مجھ پر حرام ہوگا کہ میں حضرت میاں صاحب کے عقائد کے خلاف کچھ لکھوں ۔ یا میں قبول کر لوں گا یا میں دعاؤں میں لگ جاؤنگا ۔ بہر حال میں خاموش ہو جاؤں گا ۔ اگر وہ مصلح موعود ہیں تو پھر وہ حلفاً یہ بیان کریں کہ آیا الہاماً ان کو اطلاع ملی کہ وہ وہی فرزند ہیں جس کا اشارہ سبز اشتہار میں ہے "

حاضرین اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ منکرین خلافت بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے ۔ کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی پیدائش کی خبر دی گئی ہے وہی پسر موعود اور مصلح موعود ہے ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سراج منیر اور تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی میں سبز اشتہار کے حوالہ سے ہی تحریر فرمایا ہے ۔ کہ اس کے مطابق محمود میرا بیٹا پیدا ہوا ۔ گو سلسلہ کے رسائل اور اخبارات میں سنہ ۱۹۱۴ء سے لے کر سنہ ۴۳ء تک بہت سے مضامین اس موضوع پر لکھے گئے کہ آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہیں مگر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس وقت تک مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق

ہوتے کا اعلان نہیں کیا جب تک کہ آپ پر بذریعہ رؤیا و الہام اس
حقیقت کا انکشاف نہ ہوگیا۔ اور آپ کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے الہاماً
یہ الفاظ کہ انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ جاری
نہ کردیئے اور مصلح موعود کی سب سے بڑی علامت یہی تھی۔ کہ وہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور حُسن و احسان میں حضور کا نظیر ہو۔
اس رؤیا کے بعد آپ نے نہ ایک بار بلکہ بار بار حلفاً بیان فرمایا۔ کہ
آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ چنانچہ آپ نے جلسہ
ہوشیارپور میں فرمایا:۔

"میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ
خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق
آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں
تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے"۔

(الفضل ۲۴، فروری ۴۴ء)

پھر آپ نے لاہور کے جلسہ میں فرمایا:۔

"میں اس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جسکی
جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور جس پر افترا کرنیوالا
اس کے عذاب سے بھی بچ نہیں سکتا۔ کہ خدا نے مجھے اِسی شہر

لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق
ہوں۔ اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دُنیا
کے کناروں تک پہنچے گا۔ اور توحید دنیا میں قائم ہوگی"۔

(الفضل ۱۵ مارچ ۴۴ء)

اسکے علاوہ حضور نے لدھیانہ کے جلسہ میں بھی حلفیہ اعلان فرمایا۔ کہ
میں ہی مصلح موعود ہوں جب حضور نے یہ اعلام الٰہی انکشاف تام کے
بعد حلفیہ یہ اعلان فرمادیا تھا کہ آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے
مصداق ہیں۔ تو تقویٰ شعاری اور خدا ترسی کا تقاضا یہی تھا کہ منکرین
خلافت انا کنا خاطئین کہہ کر آپ کو قبول کر لیتے۔ مگر اُن
میں سے چند ہی سعادتمندوں کو یہ توفیق ملی۔ مگر جن کے دل آتش
بغض و حسد سے مشتعل تھے وہ پہلے سے بھی زیادہ مخالف ہوگئے اور
اُنہوں نے اس معاملہ میں اُن لوگوں کی تقلید پسند کی جن کے لئے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔

آٹھویں دلیل

فضل عمر

سبز اشتہار میں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرماتے ہیں:۔

"مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔"

مصلح موعود کا فضل عمر نام رکھے جانے میں ایک تو اس طرف اشارہ تھا کہ وہ نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین ہوگا بلکہ جیسا کہ حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ تھے ویسے ہی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا خلیفہ ہوگا۔ اور اس کے درمیان اور حضرت عمرؓ کے درمیان غیر معمولی مشابہت اور مماثلت ہوگی۔ اور اس لحاظ سے بھی وہ اپنے باپ مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام مسیح اور عیسیٰ حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام سے غیر معمولی مشابہت و مماثلت کی وجہ سے رکھا گیا۔ اسی طرح مصلح موعود کو فضل عمر کا نام بھی حضرت عمرؓ سے غیر معمولی مشابہت کی وجہ سے دیا گیا۔

مولوی سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مربی سلسلہ احمدیہ نے اپنے ایک رسالہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے درمیان چالیس مشابہتوں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے میں

چند مماثلتوں کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔

(۱) جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے متعلق احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات پائے جاتے ہیں ویسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں حضرت سیدنا محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی خلافت سے متعلق بھی صریح ارشادات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ سبز اشتہار میں انزالِ رحمت کا دوسرا طریق ارسالِ مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء کا ذکر کر کے حضورؑ فرماتے ہیں کہ اِس دوسری قسم رحمت کی

"تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا...

... جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں

اولوالعزم ہوگا۔" (سبز اشتہار طبع پنجم صفحہ ۲۶)

جس کا یہ صاف مطلب ہے کہ وہ جماعت کا امام ہوگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین ہوگا۔ اور حضرت عمرؓ کی طرح خلیفہ ثانی ہوگا۔

(۲) جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رؤیا و کشوف اور الہام کی نعمت سے نوازا تھا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۱)

تاریخ الخلفاء صفحہ ٥٥ مطبوعہ کانپور) اسی طرح حضرت بشیر ثانی محمود فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے رؤیا و کشوف اور الہام کی نعمت سے مشرف فرمایا۔ حضور تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ٢١٦ میں فرماتے ہیں :-

"ہم لوگوں نے بھی وحی الٰہی کا مزہ چکھا ہے۔ اور راقم حروف بھی سینکڑوں بار اس کا تجربہ اور مشاہدہ کر چکا ہے۔"

تحفہ لارڈ اِرون میں آپ فرماتے ہیں :-

"میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے رؤیا اور الہامات سے حصہ پایا ہے اور سینکڑوں امور قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائے ہیں جو اپنے وقت پر جا کر پورے ہوئے حالانکہ اس سے پہلے سامان ان امور کے وجود میں آنے کے بالکل مخالف تھے۔"

(تحفہ لارڈ اِرون اردو صفحہ ٢٦ مطبوعہ سنہ ١٩٣١ء)

(٣) جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں بیرونی ممالک میں اسلام کی غیر معمولی اشاعت اور ترقی ہوئی۔ اسی طرح "مصلح موعود" فضلِ عمر کے عہدِ خلافت میں بھی اسلام کی

غیر معمولی اشاعت ہوئی اور تبلیغِ اسلام کے مختلف ممالک میں مراکز قائم کئے گئے۔ تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ "تحریک جدید کے بیرونی مشن"۔ اس میں بیرونی تبلیغی مراکز کی تعداد ٣٤ بتائی گئی ہے۔ کئی نو مسلم مبلغ بھی بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کر رہے ہیں۔

(٤) جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کلام اللہ "قرآن کریم" سے غیر معمولی تعلق تھا۔ یہاں تک کہ متعدد آیاتِ قرآنی آپ کے منشاء کے موافق نازل ہوئیں (مسند امام احمد بن حنبل جلد ا صفحہ ٣٧ مطبوعہ بمبئی) اسی طرح حضرت فضلِ عمر مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کو بھی قرآن مجید اور اس کی تفسیر سے غیر معمولی تعلق ہے۔ اور آپ نے قرآن مجید کے علوم کی اشاعت کے لئے جو جدوجہد فرمائی ہے اس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔ آپ نے انگریزی، جرمن، روسی، پرتگالی، سواحیلی، اطالوی، ہسپانوی، ڈچ، انڈونیشین، فرانسیسی، اردو، ہندی، گورمکھی وغیرہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کروائے۔ جن میں سے بعض چھپ چکے ہیں اور بعض زیرِ طبع ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ "تحریک جدید کے بیرونی مشن"۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کا خاص علم بخشا ہے اور کوئی نہیں جو قرآن مجید کے معارف بیان کرنے اور اس کی تفسیر کرنے میں آپ کا مقابلہ کر سکے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مضامین ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے القاء اور الہام کے طور پر مجھے سمجھائے ہیں۔" (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۸۲ تفسیر سورۃ الفجر)

اور فرماتے ہیں:۔

"خود راقم الحروف نے کئی علوم فرشتوں سے سیکھے مجھے ایک دفعہ ایک فرشتہ نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پڑھائی اور اُس وقت سے لیکر اِس وقت تک سورہ فاتحہ کے اس قدر مطالب مجھ پر کھلے ہیں کہ ان کی حد ہی کوئی نہیں۔" (احمدیت کا پیغام اردو صفحہ ۱۱)

اور فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں بتایا کہ مجھے اسکی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا کیا گیا ہے ۔ ۔ ۔ سو آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں

۲۰-۲۵ سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔اے خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو۔ خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو۔ خواہ وہ منطق کا ماہر ہو۔ خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں۔"

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

۵۔ جس طرح حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں مسجد نبوی (مدینہ منورہ) کی توسیع کے علاوہ کثرت سے نئی مساجد تعمیر کی گئیں (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵)

اسی طرح حضرت "فضل عمر" خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے عہد خلافت میں قادیان کی مسجد اقصیٰ کی توسیع کے علاوہ سینکڑوں نئی مساجد تعمیر کی گئیں۔ انگلستان۔ ہمبرگ۔ ہیگ۔ شکاگو۔ واشنگٹن

ڈیٹن۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا۔ سیرالیون۔ نیروبی۔ انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں بیسیوں مساجد تعمیر کی گئیں اور مدارس قائم کئے گئے (تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ تحریک جدید کے بیرونی مشن)

(۶) جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن ہجری کا اجراء فرمایا تھا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۳) اسی طرح حضرت فضل عمر حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے ہجری شمسی سن کا اجراء فرمایا۔

(۷) اور جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں نئی زمینیں اور نئے شہر گاؤں آباد کر کے زراعت کو ترقی دی گئی تھی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۷) اسی طرح حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے ایام میں سندھ وغیرہ میں بہت سی نئی زمینیں آباد کر کے نئے گاؤں اور شہر تعمیر کروائے جن کی آمدنی سے تبلیغ اسلام و اشاعت تراجم قرآن کے کام کو وسعت دی جا رہی ہے۔

(۸) جس طرح حضرت عمرؓ پر ایک دشمن نے جو غیر مسلم تھا۔ مدینہ منورہ کی جامع مسجد میں بدھ کے روز تیز دھار خنجر سے حملہ کیا تھا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵ و ۹۷) اور حملہ کرنے والا پکڑا گیا تھا۔ اور اپنے کیفر کردار کو پہنچا اسی طرح حضرت فضل عمر پر بھی

ایک غیر احمدی نے جامع مسجد ربوہ میں بدھ کے روز ایک تیز دھار چاقو سے حملہ کیا۔ اور پکڑا گیا۔ اور عدالت سے اسے سزا ہوئی۔

(۹) جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نظام اسلام کو محکم اور مضبوط کرنے کے لئے مختلف محکمے، شعبے اور دفاتر مثل بیت المال افتاء قضاء وغیرہ قائم فرمائے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۷) اور کارکنوں کی تنخواہیں مقرر فرمائیں (الفاروق جلد ۲ صفحہ ۱۹) اسی طرح حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود نے استحکام نظام جماعت کے لئے مختلف شعبے اور صیغے اور نظارتیں بیت المال قضا اصلاح و ارشاد۔ تعمیر۔ ضیافت۔ تصنیف۔ تعلیم و تربیت اور امور عامہ وغیرہ قائم فرمائے اور کارکنوں کی تنخواہیں اور الاؤنس مقرر فرمائے۔

(۱۰) اور جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہم امور پر غور و فکر کے واسطے "مجلس شوریٰ" منعقد فرمایا کرتے تھے۔ (الفاروق جلد ۲ صفحہ ۱۰) اور اپنے زخمی ہونے کے بعد انتخاب خلیفہ کیلئے بھی آپ نے ایک مجلس بنا دی تھی۔ (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۴۳ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۴، ۹۵) اسی طرح حضرت محمود فضل عمر ایدہ اللہ نے

بھی جماعت کے تمام اہم کاموں میں مشورہ حاصل کرنے کیلئے
مجلس شوریٰ کا تقرر فرما رکھا ہے۔ اور آئندہ انتخاب خلیفہ
کے لئے بھی ایک مجلس مقرر فرما دی ہے! اور اس کے لئے ضروری
ہدایات بھی بیان فرما دی ہیں۔

الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود
کے درمیان اس قسم کی غیر معمولی مشابہتوں اور مماثلتوں کا پایا جانا
اس بات کی بین دلیل ہے۔ کہ آپ ہی فضل عمر نام کے مصداق ہیں۔
اور آپ ہی مصلح موعود ہیں۔

مصلح موعود کا ایک نام الہام میں فضل رکھا گیا یعنی آپ پر
اللہ تعالیٰ کا فضل اس قدر ہوگا کہ آپ کا نام ہی فضل رکھ دیا۔
اور پھر دوسرے الہام میں فضل عمر نام ظاہر کر کے اس طرف اشارہ
کر دیا کہ جو فضل اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کیا تھا۔
اور جو نعمتیں آپ کو عطا ہوئیں ویسا ہی فضل اور وہی نعمتیں مصلح موعود
کو بھی عطا کی جائیں گی۔

ایک اعتراض کا جواب

میں بالآخر اس موقع پر منکرین خلافت کے ایک اعتراض کا

جواب دے دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ صدر منکرین خلافت نے
لکھا ہے:۔

"کہ اہل اللہ نے ہمیشہ اپنی زندگی کے متعلق بفحوائے آیت
ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون یہ
دعوے پیش کیا ہے کہ ان کی زندگیاں بے داغ ہیں۔ انکے
کیریکٹر پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ بدقسمتی سے میاں صاحب
کے اپنے مریدوں نے جنہوں نے ان کو نزدیک سے
دیکھا ہے ان کی زندگی پر اعتراض کیا ہے ان کے نزدیک
وہ داغدار ہیں۔"

"پس جس شخص کا کیریکٹر ہی درست نہیں اس کا خدا
سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ جب دین میں کیریکٹر
کی ایک ادنیٰ لغزش انسان کو ناقابل اعتبار ٹھیرا دیتی
ہے تو جہاں ایک شخص کے متعلق ایک ایسی صدا اٹھے
جو گناہ کبیرہ کی گونج اپنے اندر رکھتی ہو۔ اس پر کیسے اعتبار
کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تحقیقات کا سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا۔ دنیا یک قلم اس کو روحانی میدان سے خارج
کر دے گی۔" (خطاب بہ اہل ربوہ ص۲ ۱۹-۱۲)

یہ ہے وہ اعتراض جو منکرین خلافت کے امیر و صدر و نائب صدر نے کیا ہے کہ آپ کے کیریکٹر کا نعوذ باللہ داغدار ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ آپ مصلح موعود نہیں ہیں۔ لیکن حد سے بڑھے ہوئے بغض و عناد نے ان میں سے کسی کو بھی یہ سوچنے کا موقعہ نہیں دیا۔ کہ آیت شریف فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون سے تو انبیاء کا اپنے دعوے سے پہلے کی زندگی کو اپنی صداقت کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کرنا ظاہر ہوتا ہے نہ کہ دعوے کے بعد کی زندگی کو کون نہیں جانتا۔ کہ مدعی کے دعوے کے بعد کی زندگی پر تو ان میں سے بھی کچھ نہ کچھ ضرور معترض ہوتے ہیں جو اس کے دعوے سے پہلے کی زندگی کو مقدس و مطہر مان چکے تھے۔ اور انہوں نے مدعی صادق پر قسما قسم کے بہتان باندھے۔ اور اتہام لگائے۔ چنانچہ تمام اہل اللہ کے سردار اور سب سے برتر و افضل سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی واقعہ پیش آیا ہے آپ کے دعوے سے پہلے جو لوگ آپ کو ہر لحاظ سے نیک، پاک اور مقدس سمجھتے اور ظاہر کرتے تھے۔ ان میں سے بہت نے دعوے کے بعد آپ کے خلاف زبان درازی کی اتہام سازی اور بہتان طرازی کو اپنا شعار

بنا لیا تھا۔ قرآن شریف کی کئی آیات میں یہ ذکر آتا ہے۔ انہیں میں سے ایک آیت یہ ہے:۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ (ص غ)

اور وہ تعجب کرتے ہیں کہ اُن کے پاس اُنہی کی قوم میں سے ہوشیار کرنے والا آگیا اور کافروں نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ تو ایک فریبی اور بڑا جھوٹا ہے۔"

اس آیت کے الفاظ سَاحِرٌ کَذَّابٌ جو کفار ناہنجار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کئے تھے بیشمار عیوب و نقائص پر حاوی ہیں خصوصاً آیت فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ میں آپ کے صادق ہونے کا اظہار کیا گیا تھا۔ اور کافروں نے جو آپ کو صدوق اور امین کہتے تھے آپ کے دعوے کے بعد آپ کو نعوذ باللہ کذاب قرار دیا۔

پس اس لحاظ سے لائق غور یہ امر ہے کہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی نسبت اختلاف سے قبل منکرین خلافت کی رائے کیا تھی اور وہ حضور کی پاکیزگی و تقدس سے متعلق کیا سمجھتے اور ظاہر کرتے تھے۔ اس کے اظہار کی غرض سے چند اقتباس

ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔
سابق امیر منکرینِ خلافت نے ۱۹۰۶ء میں آپ کی ہمدردئ دین اور حمایتِ اسلام کو خارق عادت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"وہ سیاہ دل لوگ جو مرزا صاحبؑ کو مفتری کہتے ہیں اِس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اِس بچّے کے دل میں کہاں سے آیا جھُوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو یہ چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا مبارک اور نورانی جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔" (ریویو آف ریلیجنز۔ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۸)

اور مولوی محمد احسن امروہوی مرحوم نے تو ۱۹۱۱ء میں یہ اعلان بھی کر دیا کہ آپ ہی الہام انا نبشرک بغلامٍ مظہر الحق والعلاء الخ اور حدیث یتزوج و یولد لہٗ کے (یعنی مسیح موعودؑ کے ہاں ولد صالح اور عظیم الشان پیدا ہونے کی پیشگوئی کے۔ ناقل) مصداق ہیں۔ اور یہ کہ:۔

"انہوں (یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ناقل) نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے

جیسے کہ الہام میں تھی۔ (الہام وہ جلد جلد بڑھے گا کی طرف اشارہ ہے۔ ناقل) اس لئے میں مان چکا ہوں کہ یہی وہ فرزند ارجمند ہیں جن کا نام محمود احمد سبز اشتہار میں موجود ہے۔" (ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

پھر اختلاف سے پہلے ہی نہیں بلکہ ۱۹۱۴ء میں اختلاف کے پندرہ دن بعد بھی جبکہ دل ابھی پوری طرح سخت نہیں ہوئے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پاکیزگیٔ رُوح، بلندئ فطرت، عُلوِّ استعداد اور سعادت جبلّی وغیرہ کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"پیارے ناظرین ہم آپ کو یقین کُلّی دلاتے ہیں کہ ہم صاحبزادہ صاحب کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجا و ماویٰ سمجھتے ہیں اور ان کی پاکیزگیٔ رُوح اور عُلوِّ استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلّی کو مانتے ہیں۔ اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے۔"
(مقالہ افتتاحیہ پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

اور اسی لیڈنگ آرٹیکل میں اقرار کیا :-

"اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند۔ صاحب علم، صاحب عفت۔ صالح اور نہایت نیک اطوار اور ائمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں اور یہ سب فرزند بلاشبہ رُوحانی اور جسمانی دونوں معنوں کی رُو سے حضرت مسیح موعود کی آل ہیں اور انّ اللّٰہ معک و مع اھلک کے الہام کے پُورے مصداق ہیں۔"

پھر ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو غیر مبایعین کا لاہور میں پہلا اجلاس ہوا جس میں انہوں نے یہ ریزولیوشن پاس کیا :-

"صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمدؑ کے نام پر بیعت لیں یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں اُن کو داخل کریں۔ لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کیلئے

تیار ہیں۔" (پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

اور پیغام صلح کے اسی پرچہ میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا :-

"میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ میں صاحبزادہ صاحب کی عزّت کرتا ہوں۔ وہ میرے آقا کے صاحبزادے ہیں۔ اگر میں ان کی عزّت و احترام کو ملحوظ نہ رکھوں تو بڑی نمکحرامی ہوگی۔"

یہ تھی رائے منکرینِ خلافت کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرّیتِ طیّبہ کے متعلق۔ کہ وہ صاحبِ علم، صاحبِ عفت، صالح اور ائمۃ الہدیٰ ہیں اور رُوحانی و جسمانی دونو لحاظ سے وہ مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ وہ ان کی عزّت نہ کرنے کو نمکحرامی خیال کرتے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اپنا امیر بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار تھے بشرطیکہ ان سے بیعت نہ لی جائے۔ اور صدر انجمن پر انہیں پورا اقتدار حاصل ہو۔

علم قرآن مجید دیئے جانے کا اعتراف

پھر جناب خواجہ کمال الدین مرحوم نے ۱۹۰۹ء میں بمقام

فیروزپور حضرت محمود سلمہ اللہ الودود کی تقریر سنکر کہا:۔

"اگرچہ ہم نے کوئی گدی نہیں بنائی مگر میں اتنا کہتا ہوں کہ آپ نے اور پیروں کے بچے بھی دیکھے ہیں ۔میرے مرشد زادہ اور پیرزادہ کو بھی آپ نے دیکھا ہے کہ وہ قرآن کریم پر کیسا شیدا ہے اور اس کے حقائق و معارف بیان کرنے میں کیسا قابل ہے:"

(الحکم ۸ رجون ۱۹۰۹ء)

اور مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے ۱۹۱۰ء کے جلسہ سالانہ پر آپکا خطبہ جمعہ سُن کر فرمایا:۔

"تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور سُنایا ہے اور جس قدر معارف اور حقائق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں:"

(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ رجنوری ۱۹۱۱ء)

اکابر منکرین خلافت کے ان بیانات کو سامنے رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل ارشادات پڑھو۔ اور دیکھو کہ کیا حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا قطعی طور پر راستباز اور صاحب عفت وطہارت ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) "راستباز بندوں کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا ۔جیسا کہ آیت لا یمسّہ الا المطھرون اس کی شاہد ہے:"

(اشتہار ۲۰ رجولائی ۱۹۰۰ء)

(۲) "علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راستباز ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ بموجب آیت لا یمسّہ الا المطھرون صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے:"

(اشتہار ۵ ردسمبر ۱۹۰۰ء)

(۳) اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

"آپ فرماتا ہے کہ میں جس کو حقیقی پاکیزگی بخشتا ہوں اس پر قرآنی علوم کے چشمے کھولتا ہوں:"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶۳)

اور قرآن مجید کے حقائق و معارف بیان کرنے سے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے چیلنج کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں اس سے ثابت ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حقیقی پاکیزگی

عطا فرمائی ہے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفہ ہونے پر فرمایا:۔

"میں چاہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کا صاحبزادہ میاں محمود احمد جانشین بنتا۔ اور اسی واسطے میں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا۔"

(اخبار بدر ۲۱ جون ۱۹۰۸ء)

اور مولوی محمد علی مرحوم لکھتے ہیں۔ کہ ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے جو وصیت لکھوائی تھی۔ اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی۔

"اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا۔"

(رسالہ حقیقت اختلاف ص ۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے اسی لئے اپنے بعد سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کے خلیفہ ہونے کے لئے وصیت کی تھی کہ آپ انہیں صالح رشد اور خلافت کا

اہل سمجھتے تھے۔ پس آپ کے خلیفہ ہونے سے پہلے اکابر منکرین خلافت اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت محمود کے تقدس اور پاکیزگی اور طہارت کے قائل تھے۔ آپ کی خلافت کے بعد حاسدین اور منافقین میں سے کسی کا آپ پر اتہام لگانا اور بہتان باندھنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کے ساتھ ان کے مخالفین کا قدیم سے یہی طریق چلا آرہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف نہ صرف کافروں اور منکروں نے بلکہ انکے ماننے والے منافقوں نے کیسے کیسے الزامات اور ارتکاب فحشاء کے بہتان تراشے اور کتنے وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔

مصلح موعود کا نام یوسف رکھنے میں پیشگوئی

حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے حق میں جس افترا اور بہتان کی اشاعت منکرین خلافت نے کی وہ بھی

آپ کے مصلح موعود ہونے کی ایک دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالٰے نے آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بشیر اوّل کی وفات پر الہاماً فرمایا تھا۔

" اَحسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا
اٰمنّا وھم لایفتنون تاللّٰہ تفتؤ اتذکر
یوسف حتی تکون حرضًا او تکون من
الھالکین "

ان الہامات کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" اور جو کچھ تھے وہ مصلح موعود کے ملنے سے ناامید ہوگئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا۔ یہاں تک۔ کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔"

(تذکرہ صـــــ ۱۶۹)

اس الہام میں مصلح موعود کا نام یوسف رکھا۔ اور فرمایا کہ قسم قسم کے ابتلاء اور فتنے اور آزمائشیں بھی آئیں گی لیکن صابروں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں سب سے زیادہ اس افتراء اور بہتان سے متعلق ذکر کیا گیا ہے جو ایک عورت نے آپ پر لگایا تھا۔ اس لئے مصلح موعود کو یوسف کہنے میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ آپ پر بھی آپکے حاسد اور منافق اسی قسم کا اتہام لگائیں گے۔ اور بہتان باندھینگے جس قسم کا اتہام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگایا گیا تھا۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب مستریوں کا فتنہ اُٹھا تو اُنہوں نے بھی ایک مستورہ عورت ہی کی طرف افتراء منسوب کیا جسکا نام بھی وہ ظاہر نہ کر سکے۔ اور اب تک ان اتہام و بہتان لگانے والوں میں سے ایک بھی چشم دید شہادت کا دعویدار نہیں ہے۔ پس جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اِس بہتان سے بری تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کا نام یوسف رکھکر پہلے سے آپکی بریت اور معصومیت کا اعلان فرما دیا۔

حضرت عائشہؓ پر افک کے واقعہ میں پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عائشہؓ پر افک و بہتان کا صرف بیان واقعہ کے طور پر ہی ذکر نہیں فرمایا بلکہ اس میں

ایک پیشگوئی بھی تھی۔ کہ ایسے افک و بہتان کا واقعہ آئندہ بھی ہونیوالا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

" ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم
لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم "

یعنی اے مومنو جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر
بہتان باندھا ہے وہ تمہیں میں سے ایک گروہ ہے
لیکن تم اس فعل کو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے
لئے بہت اچھا اور خیر کا موجب ہے۔

کیونکہ اس واقعہ سے تمہیں ایک پر حکمت تعلیم مل گئی ہے۔ اور تمہارے لئے آئندہ زمانے میں اس واقعہ نے ہدایت کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ کہ اگر کسی وقت کسی نیک اور صالح بزرگ پر اسی قسم کا اتہام لگے اور بہتان باندھا جائے تو تمہیں ایسے موقعہ پر کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس زمانے میں اس بزرگ ہستی پر ویسا ہی بہتان باندھا گیا۔ جس کے تقدس اور پاکیزہ زندگی اور عفت و عصمت کے خود اکابر منکرین خلافت قائل تھے

اور جسے اللہ تعالیٰ نے محمود اور یوسف اور حسن و احسان میں مسیح موعود کا نظیر بنایا تھا۔ اور جسکے ذریعہ سے دوسری قسم رحمت

کی تکمیل کا وعدہ دیا تھا۔ اور جسکے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :-

" انی کان ابنا صغیراً وکان اسمہ
بشیراً فتوفاہ اللہ فی ایام الرضاع ۔۔۔۔
۔۔۔ فالھمت من ربی انا نردہ الیک تفضلاً
علیک وکذلک رأت امہ فی رؤیاھا ان البشیر
قد جاء وقال انی اعانقک اشد المعانقۃ
ولم افارق بالسرعۃ فاعطانی اللہ ابنا آخر
وھو خیر المعطین فعلمت انہ ھو البشیر
وقد صدق الخبیر فسمیتہ باسمہ
وادی حلیۃ الاول فی جسمہ "

(سر الخلافہ صفحہ ۵ طبع دوم)

یعنی میرا ایک چھوٹا بیٹا جس کا نام بشیر (اول نافل) تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شیر خوارگی میں ہی وفات دیدی۔ تب مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا۔ کہ ہم اسے ازراہ احسان تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ ایسا ہی اس بچے کی والدہ نے رؤیا میں دیکھا کہ بشیر آگیا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ سے مضبوطی سے چمٹ

جاؤں گا۔ اور جلد جدا نہ ہوں گا۔ اس الہام اور رؤیا کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا فرزند بخشا۔ تب میں نے جان لیا کہ یہ وہی بشیر موعود ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنی خبر میں سچا ہے چنانچہ میں نے اس بچے کا نام بشیر ہی رکھا اور مجھے اس کے جسم میں پہلے بشیر کا حلیہ نظر آتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ بشیر ثانی جس کا نام محمود اور مصلح موعود ہے۔ وہ بشیر اوّل کی طرح پاک نور اللہ اور مقدس اور خدا با راست اور باران رحمت اور مبشر اور بشیر اور ید اللہ بجلال و جمال وغیرہ کی صفات سے متصف ہے۔ کیونکہ الہام اور رؤیا میں اسکے آنے کو بشیر اوّل کا آنا ہی قرار دیا گیا ہے۔

پھر سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی ؎

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اسکو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
دن ہوں مراد والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی جیسا کہ حضرت اقدس ؑ

فرماتے ہیں ؎

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اِک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

پس منکرین خلافت نے اس محبوب الٰہی کے کیریکٹر کو بغیر کسی ذرا سے بھی ثبوت کے داغدار بتایا۔ جس کی تائید کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا تھا۔ کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دوسری قسم رحمت کی تکمیل فرمائے گا تا اس کی اقتدا اور ہدایت سے لوگ راہِ راست اختیار کر کے نجات پا جائیں۔

اور اس اتہام و بہتان کی اشاعت اس بناء پر جائز سمجھی کہ الزام لگانے والے اور بہتان باندھنے والے پہلے آپ کے مریدوں میں سے تھے۔ اور یہ بھول گئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اسی قسم کے اتہامات لگانیوالے بھی

اُن کے مریدوں میں سے ہی تھے۔ چنانچہ منکرین خلافت کے
سابق امیر بیان القرآن میں آیت ولا تکونوا کالذین اذوا
موسیٰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"بعض روایات میں ہے کہ آپ (موسیٰؑ) پر نعوذ باللہ
زنا کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور اس آخری روایت کے مطابق
بائیبل میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی بہن نے ان پر ان
کی کوشی بی بی کے متعلق کچھ الزام لگایا تھا۔ اور اس
آیت کے شانِ نزول میں لکھا ہے کہ یہ زینب کے
نکاح کے قصے میں نازل ہوئی۔ تو یہ بات بھی بائیبل کے
بیان کی مؤید ہے۔ اور حق بھی یہی ہے۔ کہ حضرت
موسیٰؑ کا ذکر یہاں قطعاً مقصود نہیں بلکہ بتانا یہ ہے
کہ نبی کریم صلعم پر اسی طرح کا الزام لگایا گیا"

پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جنہوں نے بہتان باندھا
تھا ان کے لئے تو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں "عُصْبَةٌ
مِّنْكُمْ" فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔
اور یہاں بہتان باندھنے والے تو مُخْرَجین میں سے تھے یعنی
جو جماعت سے نکال دیئے گئے تھے۔ مزید براں ان میں سے

ایک نے بھی چشم دید شاہد ہونے کا اقرار نہیں کیا۔ موجودہ
مخرجین نے اور ان سے قبل مصری صاحب اور ان کے
ساتھیوں نے مستریوں کی اتباع میں یہ اتہام باندھا تھا اور
خود مستریوں نے یہ اقرار کیا تھا۔ کہ انہوں نے صرف سُنی سُنائی
باتوں پر اس اتہام کی بُنیاد رکھی تھی۔ چنانچہ "ناظم مباہلہ" مستری
عبدالکریم نے لکھا:۔

"ہم کو بعض واقعات معلوم ہونے پر عقیدت
کم ہوگئی۔ اگر ہم اپنی تسلی نہ کریں گے تو یقیناً تمام
عقیدت جاتی رہے گی۔" (قادیان کے فتنہ کی حقیقت)

اور اس کے بھائی مستری محمد زاہد ایڈیٹر مباہلہ نے بعدالت
بھنڈاری صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل بٹالہ اپنے بیان میں
لکھوایا:۔

"عرصہ ڈیڑھ سال سے مظہر ایسی باتیں سُنتا رہا
ہے۔ جس سے مرزا محمود احمد صاحب کے متعلق
شُبہ ہوا ہے۔ مَیں نے شبہ نکالنا چاہا تھا۔
کہ درست ہے یا نہیں۔"

اب دیکھو جو اصل بانی مبانی اتہام کے تھے انہوں نے یہ اقرار

کیاہے کہ ان کے اتہام کی بناء ان کی اپنی عینی شہادت نہ تھی۔
اور ان کے مقابل میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی
ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فتنہ پردازوں اور اتہام لگانے
والوں کے خلاف مندرجہ ذیل حلفیہ بیان دیا۔ فرمایا:۔

"میرا جواب تو میرا رب ہے۔ مَیں اسی کو اپنا
گواہ بناتا ہوں۔ وہ سب کھلی اور پوشیدہ باتوں
کو جانتا ہے۔ اور اس کا فیصلہ درست اور راست
ہے۔ وہ اس امر پر گواہ ہے۔ کہ اخبار مباہلہ والوں
نے سرتاپا جھوٹ بلکہ افتراء سے کام لیا ہے۔
اور انشاء اللہ وہ گواہ رہے گا۔ مَیں اسی کے فضل کا
امیدوار اور اس کی نصرت کا طالب ہوں۔ رب
انّی مغلوبٌ فانتصر۔ مَیں ان لوگوں کے بیانات
پر جو اخبارات میں شائع ہوتے ہیں سوائے اس کے
کہ یہ کہوں کہ انہیں خدا تعالےٰ کی لعنت سے ڈرنا چاہیئے
کہ سرتاپا کذب و بہتان سے کام لے رہے ہیں اور
کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔"

(الفضل ۱۵؍جولائی ۱۹۲۹ء)

کیا ان اتہام لگانے والے اور فحشاء کی اشاعت کرنے والے
مستریوں پر خدا کی لعنت پڑی یا نہیں اور احمدیت سے جسے وہ پہلے
خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت سمجھتے تھے محروم ہو گئے یا نہیں اور
ان کے افتراء اور بہتان باندھنے کے نتیجے میں انہیں سوائے ذلت
کے اور کیا حاصل ہوا۔ پھر مصری صاحب اور ان کے ساتھیوں نے
مستریوں کے الزامات اور بہتانات کی دوبارہ اشاعت کی تو آپ
نے جواباً فرمایا:۔

"مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا
لعنتیوں کا کام ہے کہ آپ (مصری صاحب) کا خط افتراؤں
بہتانوں اور کذب سے پُر ہے (میرا یہ مطلب نہ تھا کہ شیخ صاحب
نے خود افتراء کیا بلکہ یہ کہ جس نے بھی ان تک یہ باتیں پہنچائی
ہیں اس نے افتراء، کذب اور جعلسازی سے کام لیا ہے
اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے بُغض نے اس پہ مزید
رنگ آمیزی کر دی) اب اگر آپ اپنے دعوےٰ میں مصر ہوں
اور دوسروں کے بہتانوں پر قسم کھانے کی غیر متقیانہ جسارت
رکھتے ہوں تو آپ بھی اپنے خط کے نیچے لعنۃ اللہ علی الکاذبین
لکھ کر بھجوا دیں کہ آپ نے بزعم خود جو واقعات اس خط میں

لکھے ہیں۔ یا جو باتیں بیان کی ہیں۔ وہ سچی ہیں اور ان کے کہنے کا خدا اور اس کے رسول نے آپ کو حق دیا ہے اور یہ کہ آپ کا عمل خدا اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو تو آپ پر اور آپ کے خاندان پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہو۔"

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

اور موجودہ معترضین نے بھی صرف مستریوں اور شیخ مصری اور اس کے ساتھیوں کی قے چاٹی ہے اور وہی الزامات اور بہتانات دہرائے ہیں جن کی تردید مذکورہ بالا بیانات میں کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی بے نظیر تائید فرما کر آپ کی معصومیت پر مہر لگا دی ہے۔

جہالت کی حد ہو گئی!

پھر صدر منکرین خلافت کی جہالت ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:۔

"جہاں ایک شخص کے متعلق ایک ایسی صدا اٹھے۔ جو گناہ کبیرہ کی گونج اپنے اندر رکھتی ہو۔ اس پر کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تحقیقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

دنیا یک قلم اسکو روحانی میدان سے خارج کر دے گی۔"

صدر منکرین خلافت تو فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص پر کوئی افترا باندھے اور اسکی تشہیر کرے تو جس شخص کے خلاف ایسی صدا اٹھے بغیر تحقیق کئے اسے بدکار سمجھ لیا جائے اور اسے روحانی میدان سے خارج قرار دیا جائے! اور اسکے کیریکٹر کو داغدار یقین کر لیا جائے لیکن صدر منکرین خلافت کی دلیل کے بالکل خلاف اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھے جانیکے ذکر میں مومنوں کو یہ ہدایت فرماتا ہے کہ مومن جب کبھی اس قسم کے اتہام کی صدا سنیں۔ تو وہ پکار اٹھیں

"مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھٰذا بھتان عظیم"

ہمارا یہ کام نہیں۔ کہ ہم اس بات کو آگے دہرائیں لئے خدا تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے نیز فرماتا ہے۔ یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہٖ ابدا ان کنتم مؤمنین (نور) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں یہ نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو ایسی بات پھر کبھی نہ کرنا! اور فرمایا کہ جو اس قسم کا بہتان باندھیں اور پھر چار عینی گواہ پیش نہ کر سکیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں! اور اشاعت فحشا کرنے والوں کی نسبت فرمایا لعنوا فی الدنیا والآخرۃ یعنی وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہوں گے۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنی آیت کا ذکر کر کے تحریر

۴۔ "وہ مسیح ثانی کی تعلیمات کو بگاڑنے والا پولوس ہے۔" (پیغام صلح ۱۶؍اکتوبر ۱۹۵۶ء)

۵۔ "اس نے (نعوذ باللہ ناقل) اپنے بزرگ باپ کو مفتری، لعنتی، کافر، کاذب اور دجال قرار دیا۔"

(پیغام صلح ۲۷؍مارچ ۱۹۵۷ء)

۶۔ "میاں صاحب کی ساری عمر اپنی پیری کے قائم کرنے میں گذری ہے اور اس کے ثبات کے لئے انہوں نے تقویٰ دیانت و امانت کو بالائے طاق رکھ کر ہر مکر و فریب اور اتہام سے کام لیا ہے۔" (پیغام صلح ۸؍اگست ۱۹۵۶ء ایڈیٹوریل)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ اولاد سے متعلق نائب صدر منکرین خلافت نے لکھا:۔

"مصلحت ایزدی نے اس (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل) کی تمام جسمانی اولاد کو اس کی اصلی تعلیمات سے محروم کر دیا اور وہ اس کی اصلی رُوح سے دور جا پڑے۔"

(پیغام صلح ۳۱؍اکتوبر ۱۹۵۶ء)

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ذریت طیبہ کے حق میں فرماتے ہیں ؎

مری اولاد سب تیری عطا ہے + ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے اولیاء کو اولاد کی بشارت دیتا ہے۔ تو انہیں صالح اولاد عطا کرنا مقصود ہوتا ہے

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

نیز فرمایا ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد + بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد + بڑھینگے جیسے باغوں میں ہوشمشاد
خبر تو نے یہ مجھکو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پھر تریاق القلوب میں فرماتے ہیں:۔

"خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور وہ ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخریزی ہوئی دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔"

ایسی مبشر اولاد سے متعلق منکرین خلافت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام جسمانی اولاد کو آپ کی اصلی تعلیمات سے محروم کر دیا ہے۔ گویا آپ کی جسمانی اولاد بلحاظ روحانیت آپ سے منقطع ہو چکی ہے! ور یہ الزام ویسا ہی ہے جیسا کہ پنڈت لیکھرام نے اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے

جواب میں دیا تھا۔ کہ آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائیگی۔

(کلیات آریہ مسافر)

اور سعد اللہ لدھیانوی نے آپ کے متعلق لکھا تھا۔

اخذ یمین و قطع وتین است بہر تو ÷ بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوّری
اکنوں باصطلاح شما نام ابتر است ÷ آخر بروز حشر و باین ادخاسری

(رسالہ شہاب ثاقب بر مسیح کاذب)

مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ خدا کے مسیح کو ابتر قرار دینے والوں کا کیا حشر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پنڈت لیکھرام کو ابتر بنا دیا۔ اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ جو بچپن کی حالت میں مرگیا۔ اسی طرح سعد اللہ لدھیانوی بھی ابتر رہا۔ اس کا بھی ایک لڑکا تھا جس نے جوان ہو کر شادی کی جب اس سے اولاد نہ ہوئی تو اس نے دوسری شادی کی لیکن اس سے بھی اولاد نہ ہوئی۔ اور دونوں کو اللہ تعالیٰ نے مقطوع النسل بنا دیا۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ کی ذریت منقطع ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی ذریت کو منقطع کر دیا۔

اسی طرح منکرین خلافت اگر گوش نیوش رکھتے ہیں تو سُن لیں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر ذریت طیبہ پر جو

یہ حملہ کیا ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے منقطع ہو چکی ہے اور آپ کی اصلی تعلیمات سے دور ہو گئی ہے۔ اگر وہ اس بدخیال سے توبہ نہیں کریں گے تو یاد رکھیں کہ ان کی اولاد کو احمدی کہلانے سے جو تعلق ہے۔ صرف اُسی کے منقطع ہونے پر بس نہیں ہوگا بلکہ وہ الحاد و دہریت کا شکار ہو کر رہے گی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ بمطابق وعدۂ الٰہی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ اور بڑھتی چلی جائے گی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے

کہا ہر گز نہیں ہوں گے یہ برباد ÷ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

اور حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی قیادت میں جماعت احمدیہ روز بروز ترقی کرے گی۔ اور آخر ایک دن آپ کے اور آپ کے شاگردوں کے ذریعہ سے ساری دنیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھے گی۔ اور حضرت مصلح موعود کے حاسدوں کا گروہ کبھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہوگا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جبکہ ابھی آپ خلیفہ بھی نہ ہوئے تھے آپ سے یہ وعدہ کیا تھا وجاعل الذین

اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة
کہ میں تیرے پیروؤں کو ان لوگوں پر جو تیری خلافت کا انکار کریں گے۔ ہمیشہ غالب رکھوں گا۔ اس وعدہ الٰہی کی صداقت گزشتہ بیالیس سال سے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں اور اسی وعدہ کی بناء پر آپ نے آج سے چونتیس سال قبل منکرین خلافت کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ تم جتنا زور لگا سکتے ہو لگا لو۔ جتنے تیر پھینک سکتے ہو پھینک لو۔ شمشیروں سے حملے کر لو۔ مبایعین کو مجھ سے پھرنے کے لئے حیلوں اور مکر کی زنجیریں استعمال کر لو لیکن ؎

پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تا یوم البعث
یہ ہے تقدیر خداوند کی تقدیروں سے
ماننے والے مرے بڑھ کے رہیں گے تم سے
یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے
مجھ کو حاصل نہ اگر ہوتی خدا کی امداد
کب سے تم چھید چکے ہوتے مجھے تیروں سے
جن کی تائید میں مولیٰ ہو انہیں کس کا ڈر
کبھی صیاد بھی ڈر سکتے ہیں نخچیروں سے

اے فرزندانِ احمدیت خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ وہ مصلح موعود جس کی سالہا سال سے انتظار تھی۔ اور جس کی آمد کے متعلق نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے امت نے بشارت دی تھی۔ وہ آگیا۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے اس اعتراض کے جواب میں کہ "آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشگوئی کی یعنی جھوٹ بولا"۔ فرمایا تھا کہ:-

" لڑکے کی پیشگوئی تو حق ہے ضرور پوری ہوگی۔ اور آپ جیسے منکروں کو خدا تعالیٰ رسوا کرے گا"
(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۰۵)

وہ پیشگوئی مہر نیمروز کی مانند بڑی آب و تاب سے پوری ہوگئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

آؤ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو بھی جو اپنے آپ کو ہمارے محبوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے اور آپ سے محبت کے دعویدار ہیں۔ جن میں سعید دل بھی ہیں۔ پسر موعود کی شناخت عطا فرمادے۔ ان پر رحم فرمائے اور ان کی آنکھوں

اور اُن کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لئے کھولدے اے ہمارے خدا تو ان لوگوں کے مردوں اور عورتوں اور جوانوں اور بوڑھوں پر یہ حقیقت منکشف کردے۔ تا وہ اس پسر موعود مصلح موعود کو جسے تو نے اپنے الہام میں محمود اور بشیر اور فضل عمر قرار دیا ہے پہچانیں اور اس کی قیادت میں اسلام کی دنیا میں اشاعت کریں۔ تا اسلام کو وہ عالمگیر غلبہ حاصل ہو جو اس زمانہ کے لئے تو نے ازل سے مقدر کر رکھا ہے۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ
نے
ضیاء الاسلام پریس ربوہ
میں چھپوا کر
دفتر اصلاح و ارشاد سے شائع کیا

منظور احمد انور